

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_226444**

UNIVERSAL  
LIBRARY

226444







بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله والمنتهى این کتاب تطبیق ایف مزار سلطان احمد صاحب  
سرف به آزاد در تفسیر قصه و بیان ضلع کوه دین و ملک نجیب

مآثره ۹۹ سال

بسم الله الرحمن الرحيم  
مصدق می حسبت خواب بایض الدین جیافه سید محمد و سید محمد

در مطبع صفدر طبع شد

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت کے بعد احقر الموجودات و العباد میسر اس سلطان احمد آزا  
خدمت ارباب صدق و صفا اور اصحاب فہم و ذکا میں نہایت ادب سے  
گزارش کرتا ہے کہ اگرچہ دنیا میں جس قدر علوم پائے جاتے ہیں ایک دوسرے  
علم سے باعتبار غایات و بلحاظ ضروریات شریف اور ممتاز ہیں مگر ایک غور اور  
امعان نظر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض علم باعث ضرورت و بحیثیت  
غایت دوسرے علموں سے خاص اور اعلیٰ طور پر شریف اور ممتاز خیال کیے جاتے  
ہیں بڑی بڑے فلاسفہ زراور حکیم مزاج لوگوں کے دلچسپ اور ولا و نر مناسطرات  
اور مباحثات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ علم فطری فلاسفہ معنی علم فلسفہ  
ذہنی بحیثیت غایت و موضوع بعض علوم سے ممتاز اور شریف ہے غور سے معلوم  
ہوتا ہے کہ افراد انسانہ کو علم فلسفہ ذہنی کی کمال ضرورت ہے کیونکہ انسانی  
ضرورتیں اور اخلاق ذہنی طاقتوں سے ہم مضبوط اور وابستہ ہیں جب تک انسان  
کو اپنی ذاتی قوتوں کے حقیقی حالات اور واجبی تبدیلات سے جہارت اور آگاہی  
نہ ہوگی تب تک اسکا اخلاق زندگی کو حاصل کرنا ایک مشکل امر ہے اخلاقی زندگی

اوسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ جب انسان اپنی اندرونی طاقتوں  
 اور ذاتی جذباتوں سے واقف اور ماہر ہو مٹا رٹس کہا کرتا تھا کہ  
 انسان کیواسطی ذاتی جذبات اور ذہنی حالات کا معلوم کرنا بڑی بڑی فوائد  
 اور منافع کا موجب ہے مسلمانوں کے ایک بڑی بزرگ کا قول ہے۔ من  
 عرف نفسه فقد عرف ربه عرفان نفس اسلم مستلزم عرفان الرب ہے  
 کہ اوس سے اوسکو صنائع کی قدرت اور حکمت ثابت ہوتی ہے یہ بات مان  
 لی گئی ہے کہ صنعت سوسنائے کی حقیقت اور عظمت اور حقیقت ثابت اور معلوم  
 ہو سکتی ہے اگر نقش نظر ہے کوئی آتا۔ نقاش کی یاد ہے دلاتا۔ جب ہم  
 کسی عمدہ اور لاجواب ایجاد کو دیکھتے ہیں تو معاً اوسکو صنائع اور موجد کی ناک  
 خیالی اور تیز طبعی اور فہم و فراست کی تصویر انہوں کے سامنے پھرنے لگتی ہے  
 اگر ہم اپنی قوت متفکرہ کو ذرا بھر غور اور فکر ٹرینیکی تکلیف دینگے تو یہ بات ایک  
 اعتبار کے ساتھ معلوم ہو جائیگی کہ انسان بھی اصل میں الہی صنعتوں سے اول  
 درجہ کی صنعت ہے اوسکی ذات میں جو جو پرزوں یعنی قوا اور طاقتیں رکھی گئیں  
 ہیں ان سے خداوند کریم کی حکمتوں اور قدرتوں کا مقدار اور وزن معلوم  
 ہو سکتا ہے جب علم من مثل فلاسفہ انسانوں کے حق میں مغضیض اور مفید ہے تو مناسب  
 اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو بعض اصطلاحات اور قوانین کو سلیب عبارت  
 میں جسکو ہر ایک شخص اوسنے توجہ سے بھی سمجھ سکے منضبط کیا جاوے تاکہ اوسکا فائدہ  
 اور اشاعت بالعموم ہو پھلوں میرا ارادہ تھا کہ قوت حافظہ کی بابت بحث کروں مگر کلمہ  
 قوت مذکور کی بابت میرے معظم و مکرم مولانا سید احمد شیع صاحب  
 (جو گویا انسانی طاقتوں کی نسبت بحث کرنے کے امتیاز سے نٹیٹو لوگوں میں سے  
 پیشرو یا اول ہیں) ایک مستقل رسالہ شائع کر چکے ہیں اسواسطی مناسب معلوم ہوا

گہ قوت خیالیہ کی نسبت ہی بحث ہو۔ چونکہ اس کتاب میں متعدد امور کا  
 اخبار اور بیان ہوگا۔ اس واسطے اسکے مطالب اور مقاصد پانچ باب پر تقسیم  
 کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اور مطلعین ضروری مقاصد پر ایک سہولت اور سلاستی  
 کے ساتھ فائز اور کامیاب ہو سکیں۔

## تفصیل ابواب خمسہ

متخیلہ

باب اول در بیان - تعریف و فوائد و مقام و اقسام و طاق و معیاد و قوت

باب دوم در بیان طریق حدوث خیالات -

باب سوم در بیان تسلسل خیالات -

باب چہارم ادون عوارض اور امراض کے بیان میں جو قوت متخیلہ پر وارد  
 اور موثر ہو سکتے ہیں۔

باب پنجم در بیان فوائد و تدابیر استغلی و صحت قوت متخیلہ۔

## باب اول

چونکہ ہر ایک باب مختلف مقصد و ن اور بحثوں پر موضوع اور مبنی ہے  
 اس واسطے جنہاں تسلسل مطالب ہر ایک باب کے مقصد و ن اور بحثوں کو نمبر وار  
 بیان کیا جاتا ہے۔

نمبر اول حکمائے سنن فلأسفہ کے نزدیک قوت خیالیہ اوس قوت کا نام  
 ہے جو صورت محصلہ قوت حس مشترک کو قبول اور حاصل کرتی ہے جس مشترک  
 اوس قوت کا نام ہے جو بذریعہ حواس ظاہریہ صورت محسوسات کو حاصل کرتی ہے  
 گویا جس صورت محسوسہ کا استحصال موقوف اور منحصر ہے بعض طبیعیوں نے قوت  
 خیالیہ اور حس مشترک کو مرادف بیان کیا ہے لکن ماہرین ذہنی فلاسفہ اس آراء  
 سے اعراض اور انکار کرتے ہیں۔ انکو نزدیک قوت خیالیہ اور حس مشترک

دو قوتیں ہیں اور اونکے حالات اور حیثیتیں آپس میں متبائن ہیں۔  
 قوت جس مشترک تو وہ قوت ہے جو ظاہری حواس کے وساطت اور زور سے  
 صورت محسوسہ کو حاصل کرتی ہے۔ اور قوت خیالیہ وہ قوت ہے کہ جو صورت محصلہ  
 جس مشترک کو قبول کر لیتی ہے۔ اگر قبول بعض اظہار یہ دونو قوتیں اور طاقتیں  
 مرادف اور ایک ہی ہوتیں تو لازم اور ضروری تھا کہ ان دونوں میں فرق اور تمیز  
 نہ پائی جاتی کیونکہ شے واحد الحیثیت میں فرق اور تمیز کا پایا جانا ناممکن ہے۔ مگر غور سے اشتراک  
 کرنا پڑتا ہے کہ ان دونو قوتوں میں بین طور پر فرق اور تمیز خفیل ہے جب حواس ظاہری کی وساطت سے کسی  
 صورت محسوسہ کو پاتے ہیں تو اس وقت ہم اپنے آپ میں ایک ایسی طاقت پہنچتے  
 ہیں کہ جو حواس ظاہری کی شرکت سے اس صورت محسوسہ کو استحصال پر غرت  
 اور میلان ظاہر کرتی ہے یہاں تک کہ شرکت حواس صورت یہ اس صورت کو حاصل  
 کر لیتی ہے

جب یہ طاقت اپنے کام سے فراغت پاتی ہے تو ایک اور طاقت ظہور پذیر ہوتی  
 ہے وہ جس مشترک کو مجبور کرتی ہے کہ صورت محصلہ محسوسہ کو مسیرے  
 سپرد کرے میں اوہ نہیں ایک خوشی سے قبول کرونگی۔ اگر قوت جس مشترک اور  
 خیالیہ مرادف اور واحد الحیثیت ہوتیں تو ضرور تھا کہ یہ دو حالتیں پیدا نہ  
 ہوتیں اور انکے احوالات اور طاقتوں کی تاثیرات ایک ہی قسم اور وضع کی  
 ہوتیں۔ تبائن التواثیر مستلزم ہے کہ واحد الحیثیت نہوں اگر یہ دونوں  
 قوتیں ایک ہی ہیں تو کیا باعث اور وجہ ہے کہ ایک ہی دفعہ دونو قسم کے  
 خیالات پیدا اور مجتمع نہیں ہوتے پہلے ایک اور صورت پیدا ہوتی ہے اور  
 بعد اسکے کچھ اور۔ اگر کوئی کہے کہ نہیں قوت تو ایک ہی ہے مگر اسکی  
 حالتیں اور حیثیتیں دو ہیں۔ جیسو کہ اگر تو ایک ہی ہوتا ہے مگر مختلف شکلوں

کو سبب مختلف حالتوں پر منقسم ہو جاتا ہے انقسام حالات شئی سے جو عوارضات کے لحوق کے باعث صورت پذیر ہوتا ہے یہ لازم نہیں آتا کہ شے منقسم ہو جاوے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ انقسام حالات شئی مستلزم انقسام ذات شئی نہیں ہیں لکن بادوب گزارش ہے کہ حب انقسام حالات شئی مستلزم انقسام ذات شئی نہیں ہو سکتی اسطرح حالات متبدلہ منقسمہ فزیل و رافع ذاتیات و خواص سے نہیں قرار دی جا سکتی اگر بقول معترض صاحب یہ قوتیں بحیثیت ذات ایک اور بحیثیت حالات و وہیں تو لازم آتا ہے کہ تبدل حالات سر ذات میں انقلاب اور فرق نہ آوے۔

حالانکہ ان دونوں میں فرق پایا جاتا ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قوتیں بلحاظ ذاتیات اور خواص متفاوت و متغایر ہیں جب ذاتیات اور خواص میں تمیز و تفرق ثابت ہے تو ان کا واحد الذات ہونا ایک ناممکن امر ہو۔ اگر ہم بقول حضرت معترض صاحب ان ہر دو قوتوں کو بحیثیت ذات ایک اور بحیثیت الحالات و تسلیم کر لیں تو لازم آتا ہے کہ اور قوتوں کی بابت بھی اسی توجہ اور تشریح کو ضروری اور مقدم خیال کیا جاوے اور مانا جاوے کہ قوت اصل میں ایک ہی ہے مگر بلحاظ تبدل حالات و غنیت حیثیات جدا جدا ناموں سے تعبیر اور موسوم کیجاتی ہے حسب طرہ و چہرہ و خیالیہ اور مشترکہ کو واحد الذات و بحیثیت قرار دیکر وہیں اسطرح چہرہ کہہ سکتے ہیں کہ قوت بیانیہ اور ملکیت اور حافظہ و غنیہ ہر قسم بحیثیت ذات ایک ہی ہیں اور من حیثیت الحالات مفار۔

بلبیون نے اس واسطے کہ انکو قواسم انسانیت کے اصلی ماہیت اور کیفیت سمجھ

چند ان تعلق نہ تھا لا پرواہی سے حسن شرک اور خیالیہ کو وہ اس حدیث  
مان لیا۔ مگر شکر ہے کہ منٹل فلاسفہ والوں نے ان کے اوہام اور ٹٹول  
کو ناقص اور کمزور ثابت کر دیا کہ کمال یحییٰ علیٰ من اللہ  
ادنیٰ فراسة۔

منبر دوم خداوند کریم کی صنعتوں اور حکمتوں کے دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے  
کہ ہر ایک صنعت اور حکمت طرح طرح کے فوائد اور نفع سے ملو اور پورے  
قوت خیالیہ کی خلقت سے حضرت انسان کو ہر روز ہزاروں طرح کے فوائد  
حاصل ہوتے ہیں۔ گویا اس کی حیاتی اور ضروری امور کے انصرام میں پوری  
طور پر معاون اور موید ہے اگر انسان کو یہ مفید اور شریف قوت عطا نہ کی  
جاتی تو جو اس ظاہر کی ساری محنت اور جانفشانی برباد جاتی۔

انسان عین بابت کے بعد کسی صورت اور واقعہ کو بھی عادت خیال میں نہ لا  
سکتا اور نہ کسی مفید اور غیر مفید شے اور دوست اور دشمن میں فرق اور تمیز  
کر سکتا۔ قوت مفرقہ اور تمیز بھی اسی صورت میں کسی شے میں مفرقہ اور  
تمیز کر سکتی ہے کہ جب قوت خیالیہ کے خزانہ میں عادت اس کی صورت  
خیالی طور پر پیدا ہو جاوے۔

اوپر کی سطرون پر منہج سے قوت خیالیہ اور حافظہ کی صورت اور کیفیت میں  
ایک اتحاد اور شرکت ذاتیہ کا شبہ پیدا ہوتا ہے معترض کہہ سکتا ہے کہ  
جب قوت متخیلہ اپنے طور پر بھی بعض صورتوں اور واقعات کو عادت خیال  
میں لا سکتی ہے تو اس سے قوت حافظہ کا  
قوت خیالیہ سے مستعد ہونا ثابت ہوتا  
ہے۔

یہ سچ اور ٹھیک ہے کہ قوت خیالیہ ذاتی طور پر عادت کبھی کبھی گزشتہ خیالات  
 ٹوپیداکرتی ہے۔ لاکھن اسے ہم یہ استدلال نہیں کر سکتے کہ قوت حافظہ اور  
 وہ ایک ہیں۔ ہم قوت متخیلہ کے اس فعل اور کارروائی کو حافظہ کہہ ہی نہیں  
 سکتے ہم کہتے ہیں کہ اصل میں ہر ایک قسم کا خیال اور واقعہ قوت خیالیہ کی قدرتی  
 اور طبعی اکھنوں کے سامنے پڑا رہتا ہے۔ جب اسکو ضرورت ہوتی ہے فی الفور  
 کمال لیتی ہے اس صورت میں حافظہ کی تعریف قوت خیالیہ پر صادق نہیں آتی  
 قوت حافظہ کا یہ دستور اور کام ہے۔ کہ قوت و ہمہ کے وساطت سے مختلف  
 معانی اور صورتوں کو جمع کر لیتی ہے اور بروقت ضرورت ٹول ٹول کر کمال  
 لیتی ہے دیکھو جب ہمیں کبھی کسی دوست یا رفیق کا نام لینا منظور ہوتا ہے تو اس  
 مشکل اور وقت سو یاد کرنے ہیں۔

دوسرے ہم کہتے ہیں کہ اصل میں قوت حافظہ بذاتہ مختار نہیں ہے اور نہ اس  
 میں اس قسم کی طاقت پائی جاتی ہے کہ اسکو خود مختار قرار دیا جاوے۔ وہ  
 ایک خزانچی اور محافظ ہے۔ اسکا کام صرف اسقدر ہے کہ جن خیالات کو قوت  
 خیالیہ جس شے کے سے حاصل کر کے سپرد کرے اونکو نہایت نگرانی اور حفاظت  
 سے رکھو۔ اور بروقت طلب کرنے کے حاضر کرے قوت حافظہ کو صرف اس  
 حیثیت سے حافظہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں کہ وہ خیالات سپرد کردہ  
 قوت متخیلہ جس شے کے کی وساطت سے حاصل ہوتے ہیں ایک حفاظت اور دیانت  
 سے رکھتی ہے نہ اس حیثیت اور وجہ سے کہ وہ بذاتہ مختار اور مجاز ہے اس  
 دیانت دار محافظ اور سریزری خزانچی سے جب افسر خزانہ معین قوت خیالیہ  
 حسب ضرورت والحااجت خیالات اور امورات سپرد کردہ ہیں سے کوئی  
 خیال یا امر طلب کرتی ہے تو فی الفور خدمت میں حاضر کر دیتی ہے خیالات

اور امورات سپرد کردہ کے طلب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قوت خیالیہ اور حافظہ واحد الذات و الحیثیت ہوں کیا اگر کسی ضلع یا ڈسٹرکٹ کا ٹریزری افسیر اپنے ضلع کے ٹریزری کلارک بیغ و خراجی اور محافظ سے کسی ضرورت یا اوسکی دیانت اور امانت کی پرتال کے لئے رزا اور رقوم جمعہ اور سپرد کردہ سے کوئی رقم طلب کرے یا اوس سے حسب ضابطہ لے تو اوس سے اوس افسیر کو ٹریزری کلارک کہا جاسکتا ہے ہرگز نہیں۔

منبر سوم۔

قوت خیالیہ کے مقام کی بابت مختلف اقوال ہیں مگر متفق علیہ یہ قول ہے کہ ہونہ ہو اس قوت کا مقرر اور مقام دماغ ہے ہو اس قول کو اس دلیل اور حجت سے موجب اور مدلل کرتے ہیں کہ اگر اس قوت کا مقام دماغ نہ ہوتا تو ضرور تھا کہ ماؤفیت دماغ پر عدم چھو سے اوسے کوئی عدم نہ پہنچتا دماغ سے ماؤفیت نہ ہوتی کیونکہ ایک شی باوجود عدم تعلق دوسری شی کے ماؤفیت سے ماؤفیت نہیں ہو سکتی عیان راہ بیان۔

مگر ہم روز دیکھتے ہیں گویا ایک صورت میں ہمارا ذاتی اور پورا نہ تجربہ ہو گیا ہے کہ جب کسی انسان کا کاسہ دماغ کسی باعث ماؤف یا منقوص ہو جاتا ہو تو ساتھ ہی اوسکو قوت متخیلہ کے طبعی رفتار اور تیزی میں بھی ایک کمزوری نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اس توافق اور تناسب سے ہم خیال کر سکتے ہیں کہ قوت خیالیہ کا اصلی مقام دماغ ہی ہے اگر دماغ نہ ہوتا تو ماؤفیت پیدا نہ ہوتی۔

جب کبھی دوار کا موذی عارضہ لاحق ہوتا ہے تو اسوقت ہمارا دماغ متاثر ہو کر سخت کلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی اوسکے ہماری قوت متخیلہ بھی ماؤف ہو کر اپنے طبعی اور واجبی کارروائی سے رہ جاتی ہے برخلاف اسکے

جب ہمارا کوئی عضو متاؤدی ہوتا ہے تو ہماری قوت متحیلہ کے طبعی اور جسمی کارروائی میں زیادہ نقصان عائد نہیں ہوتا یہ سب باتیں دلائل کرتے ہیں کہ ہونہ ہو اس قوت کا مستام و مانع ہی ہو۔

قوت خیالیہ کے طبعی صورت اور ہیئت کے بارے میں بھی مختلف خیالات ہیں اس بارہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب قیاسات اور دوراندیشی پر ہے معنی ہے کیونکہ اسکی ہیئت اور صورت مخصوصہ مری نہیں ہے بلکہ اسکی طاقتوں اور تاثیرات سے قیاس کی گئی ہے۔ کسی حکیم نے اس بارہ میں کوئی کافی و وافی دلیل بیان نہیں کی مان بعض قیاسات قرین صحت معلوم ہوئے ہیں۔ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ قوت مذکور غالباً ایک گاڑ ہے شیرہ کی مانند ہے جسوقت اسپر س مشترک کے مدد اور عنایت سے محور سے

عمل کرتے ہیں تو بیاعت لیس دار اور گاڑا ہونے کے چپان ہو جاتے ہیں یا یوں کہو کہ قوت متحیلہ ایک نہایت ہی صاف اور لطیف پانی کی طرح ہے جو صورتیں یا واقعات اس کے سامنے آتے ہیں اسکی ذاتی صفائی اور لطافت کے سبب منعکس ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ صور یا اشکال یا امود منعکسہ قائم بالذات نہیں ہوتے جب صور یا اشکال یا آلہ انعکاس مٹایا جاوے گا سب کچھ معدوم ہو جائیگا۔ مگر قوت خیالیہ میں جو صور یا اشکال منعکس ہوتے ہیں قائم رہتے ہیں کیونکہ مانا جاوے کہ قوت متحیلہ اکینہ

یا پانی کی طرح صاف اور لطیف ہے۔ جواب اس کا یہ ہے۔ (الف) ہماری مراد لطافت اور صفائی سے اس قسم کی کمزور صفائی مراد نہیں جو پانی یا شیشہ کی طرح صور منعکسہ کو قائم اور ثابت نہ کر سکے بلکہ ایک ایسی لطافت مراد ہے جو بذاتہ باوجود گاڑا ہو نیکی لطیف بھی ہو اور اس میں ایک ایسی شش

اور طاقت ہو کہ امور خارجیہ اور صور منکسہ کو ایک مدت تک قائم رکھ سکے۔  
 ب در صورت مان لینے اس امر کے کہ قوت خیالیہ پانی یا آئینہ کی طرح ہے  
 کوئی نقص اور قباحت لازم نہیں آتی بس واسطے کہ قوت خیالیہ صور کو قبول  
 کر کے حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے جیسا آئینہ میں جب کوئی آدمی کسی صورت کو  
 دیکھتا ہے تو آئینہ اوس صورت کو منظر کی حوالہ کر دیتا ہے گویا اوس کے  
 منصبی فرض تحویل ہے۔ دیکھو پانی کے اوپر سے جو کوئی پرند اوڑتا جاتا ہو  
 تو اوس کا عکس ضرور ہی پانی میں پڑتا ہے اگر کوئی شخص اوس موقع پر پانی کو کنارہ  
 پر کھڑا ہوگا تو ضرور اوس عکسی صورت سے اپنی دل میں ایک شکل اور صورت  
 قائم کر لے گا گویا پانی کا نقش سیرع الزوال تھا مگر اوس کی منظر کا تصور اور خیال  
 تو محکم اور استوار تھا اسی طرح پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ بقول معترض صاحب کے  
 اگر اس امر کو مانا بھی جاوے کہ قوت خیالیہ کو پانی سے منسوب کر دینا استوار  
 اور محکم میں منسرق آتا ہے تو بھی کچھ نقصان نہیں گو قوت مذکور بقول معتض  
 صاحب بذاتہ سیرع الزوال ہے مگر اوس کی محافظہ قوت حافظہ تو زور آور اور  
 قائم بالذات ہے۔

ج معترض صاحب کا یہ فرمانا کہ در صورت تناسب آبی لازم آتا ہے کہ قوت  
 خیالیہ امور محصلہ کو قائم نہ رکھے ایک خوش فہمی اور سینہ زوری ہے۔  
 قائم رکھنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اپنے طور پر اپنی ذات میں جمع کرے کہ  
 بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنی نگرانی سے قوت حافظہ کی حفاظت میں قائم رکھے کسی  
 دوسری قوت کی حفاظت اور واجبی نگرانی میں خیالات کا قائم رکھنا اور اپنی طور  
 پر بھی نگرانی کرنی گویا ایک ذاتی حفاظت ہے۔

منصب چارم

واضح ہو کہ قوت خیالیہ کے علی العموم دو قسمیں ہیں تخیل اور تخیل  
لفظ تخیل کے لغوی معنی خیال کرنے کے ہیں اور اصطلاح حکماء منٹل فلاسفہ  
میں قوت خیالیہ کے ایک ایسے طریق عمل کا نام ہے جو معقولات اور مریٰ اور غیر  
مریٰ امور اور واقعات سے وابستہ اور متعلق ہوئے قوت تخیل کے ان  
خیالات کا نام ہے جو ذہنی طور پر پیدا ہوئے ہوں۔

عام اس سے کہ اور کی ابتدائی جزئیں اور حالت معقولی ہو یا محسوسی مریٰ ہو یا  
غیر مریٰ۔ لفظ تخیل کے لفظی معنی خیال میں لانے کے ہیں اور اصطلاح  
حکماء منٹل فلاسفہ میں قوت خیالیہ کے اس حالت کو کہتے ہیں جو محسوسات  
اور مریٰ شئیوں اور امور سے متعلق ہو تخیل اور تخیل۔ میں بہت فرق  
ہے۔ تخیل صرف عقلی اور ذہنی اور اکات سے ہے متعلق ہوتی ہے  
اور تخیل صورت اور امور محسوسہ سے۔ مندرجہ ذیل تخیل کے پڑھو سے  
ان دونوں میں فرق معلوم ہو سکتا ہے تخیل۔

فرض کرو کہ ہم نے ایک ایسی کل ایجاد کی جو دنیا میں رائج اور متعمل نہ تھی اور کبھی  
ہم نے اس کل کا نام تک نہ سنا تھا ایسی نادار وجود کل کا پیدا ہو  
جانا اس بات پر منحصر نہیں کہ ہم نے اس کو قبل از پیدا ہونے کے کبھی دیکھا یا سنا تھا  
صرف اس امر پر موقوف ہے کہ ہماری قوت تخیل نے عقلی طور پر ایک عجیب اور  
نادار خیال کو پیدا کر کے ایک نئی بات ایجاد کی۔ جس کا۔ دنیا میں وجود نہ پایا جاتا  
تھا۔ تخیل فرض کرو کہ ہم نے ایک شخص سے سنا یا کسی کتاب میں  
پڑھا یا اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ فلان یورپین نے فلان کل ایجاد کی اور اس سے  
ہمارے دل میں جو اس شخص کی وساطت سے ایک نیا واقعہ پیدا ہو گیا اور ہماری  
قوت خیالیہ نے اپنے طبعی خزانہ میں داخل کر لیا یعنی

اپنے خیالی خزانہ میں لے لیا۔ پہلی متخیل تخیل کی حالت ظاہر کرتی ہے اور دوسرے تخیل کے تخیل باعتبار حالات دو قسم ہر منقسم ہے۔ تخیل عقلی۔ تخیل حسی۔ شق اولے وہ ہے جسکی حالتیں صرف عقل سے ہے منضبط ہوں۔ جسکو کسی شخص کا کسی نئے خیال کا پیدا کرنا شق ثانی وہ ہے جسکی ابتدای حالت امور یا صور محسوسہ سے شروع ہوتی ہو اور اوس کا نتیجہ معقولات پر ختم ہو مثلاً آفتاب کو بذریعہ تس باصرہ دیکھنا اور پہراوسکی بابت عقلی طور پر نادرا و خیالات کا پیدا کرنا۔

تخیل پانچ قسم پر ہے۔ بصریہ۔ شامیہ۔ سامعیہ۔ ذائقہ۔ لاسہ شق اولے وہ ہے جو قوت باصرہ سے متعلق ہے جسکو کسی جانور یا آدمی وغیرہ کو دیکھ کر اوسکی محسوسہ صورت کو خیالی خزانہ میں لے آنا۔ شق ثانی وہ ہے جو قوت شامہ سے مربوط ہے جسکو پہول کا سونکھنا اور اوسکی محسوسہ حالت کو خیال میں منتقل کر لینا۔

شق ثالثہ قوت سامعہ سے وابستہ ہے جسکو کسی راوی یا منظر سے کسی موجود یا گزشتہ واقعہ کو سننا اور اوسکی مسموعہ حالت کو خیالی خزانہ میں جمع کر لینا شلوابع قوت ذائقہ کی حالت کا نام ہے جسکو کسی چیز کا چکھنا اور مزہ معلوم کر کے قوت خیالیہ کو اوس سے مانوس بنانا۔

شق چہمہ۔ قوت لامسہ سے متعلق ہے جسکو کسی شے یا حالت شے کو بذریعہ لمس معلوم کرنا اور اوس کو قوت خیالیہ میں جگہ دینا یعنی حالت ملموسہ کو خیال میں لانا

### مبحث چہم

قوت متخیلہ کی طاقت بہت وسیع ہے اور طبعی طور پر اوس میں اسقدر اور بیا جوش پایا جاتا ہے کہ جسکو تمام محسوسات اور معقولات کی بابت نادرا و

تو اس وقت اس خیال کی بابت ہم کو تئیں نہیں ہوتی کہ غلط ہے یا صحیح۔ خیال پیدا کرنے کے بعد ہم اس خیال کو عقل کے آگے ثبوت عقلی یا صحت کے لئے پیش کرتے ہیں عقل خود بخود کسی صورت میں خیالات کو پیدا نہیں کرتے حج کا فرض اور عمل مضبی نہیں ہے کہ خود دروازہ میں کھڑا ہو کر غرضتیں اور سوالات کے قوت خیالیہ عقلی عدالت کا دروازہ اور ارڈلی ہے کوئی شخص بلا حاکم و توجہ ارڈلی حج کے پیش نہیں ہو سکتا۔

سوائے دو تین صاحبوں کے اور سب حکیموں نے قوت خیالیہ کو دو نو قسم کے خیالات کے پیدا کرنے والی تسلیم کر لیا ہے۔ عقلی خیالات کے پیدا کرنے سے یہ مراد نہیں کہ اونکو عقل کے موافق بناتی ہے بلکہ یہ کہ منجیل عقلیات پیدا کر کے عقل کے سپرد کرتی ہے تا کہ اونکی صحت اور تصحیح ہو جاوے۔ قوت خیالیہ کی طاقت عوارض اور امراض کے حقوق کے باعث تبدیل بھی ہوتی رہتی ہے چوتھی باب میں اسکا مفصل حال لکھا جائیگا۔

جوانوں بڑوں اور لڑکوں کے خیالی طاقتوں میں فرق ہوتا ہے۔ کمر کر کے جوان آدمیوں کے خیالی طاقتیں بہ نسبت بوڑھوں اور لڑکوں کی زور آور اور وسیع ہوتی ہیں۔ بوڑھوں کا دماغ متخلخل اور کمزور ہو جاتا ہے اس واسطے اونکی خیالی طاقتیں بھی ضعیف ہو کر اپنے طبعی زور اور تیزی کو پہوڑ دیتے ہیں مگر بعض بوڑھے اور بوڑھوں کی نسبت بوڑھے میں بھی خوب خیالات پیدا کرتے ہیں۔ صغیر سن لڑکوں کے خیالی طاقتیں اور تاشیریں اس واسطے ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں کہ اونکی خیالی قوتوں کا مغز یا م طفولیت میں منجذب اور گڑھا نہیں ہوتا اس باعث انہیں خیالات کی کمی رہتی ہے قوت متخیلہ کی کمی کی بابت حکیموں نے بڑی بڑی دلائل پیش کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ ابتدا

عمر سے اخیر عمر تک قائم رہتی ہے۔ ان اقتدر فرق ہو جاتا ہے کہ مرد  
سین کے نسبت ابتدائی حالتوں کے آخری حالتوں میں ایک نقص اور کمزوری  
پیدا ہو جاتی ہے سو یہ حالت اس امر کی مستلزم نہیں کہ قوت مذکور کی مداومت  
اور بقا۔ سو انکار کیا جاوے نقص ہے اور حالت کا نام ہے اور نقص ان شئی اور  
حالت کو کہتے ہیں۔ اگر ہم غور کریں گے تو ہمیں اقرار کرنا پڑیگا کہ قوت  
خیالیہ تا دم مرگ انسان کے ساتھ باقی اور قائم رہتی ہے اگر کوئی مردہ عالم  
عقبی سے واپس آتا تو معلوم ہو جاتا کہ انسان کو وقت نزع میں ہی جو گویا انسان  
کلیفوں کا آئینہ اور ختم ہوتا ہے کے ایک مستم کو خیالات نزعہ کر لیتے ہیں۔

حسب طبع انسان از روی طبائع متجالف اور متضاد ہیں اسبطر جمعیت خیالات  
معارض و متفاوت ہیں ساری انسان کے قوت خیالیہ ایک ہی مستم کی کشش اور طاقت  
ہیں کہتے ہیں میں متضاد اور متفاوت ہیں انسان کی خیالی طاقتوں کا متفاوت  
ہونا بڑے بڑے فائدوں کا موجب ہے اگر ساری انسانوں کی خیالی طاقتیں  
ایک سانچہ کی ڈہلی ہوئی ہوتیں تو یقیناً دنیا کا انتظام نہ چلتا مختلف علوم اور  
عجائبات کا مروج اور پیدا ہونا تفاوت خیالات کا ہی باعث ہی اگر سب خیالی طاقتیں  
ایک ہی ڈھنگ اور مستم کی ہوتیں تو ان کو خیالات بھی ایک ہی مستم کے ہوتے  
کیونکہ اشیاء واحد الذات والحدیثیت کے خیالات کا ایک ہونا ضروری ہے  
انسان کی خیالی طاقتوں کا تفاوت اور تغائر معلوم کرنا کوئی وقت طلب بات  
نہیں ہے ایک ادنی غور سے معلوم ہو سکتا ہے۔

دوسٹو ونٹ ایک بے کتاب یا آریٹھل کو چاہتے ہیں مگر معانی اور نتائج کی بابت نو  
کے خیالات مغائر ہوتے ہیں۔  
یہ تغائر اس لیے کہ ان کی خیالی طاقتیں آپس میں مغائر اور متفاوت ہیں۔

## باب دوم

حکیم مٹا روس اور بالزکاک کا قول ہے کہ خدا کی ہر ایک پیدائش اور مخلوق ایک نہ ایک قاعدہ اور اصول پر موصوفہ ہے۔ اور ہر ایک مخلوق رولز یعنی قاعدہ پر ہی اپنی ضروری اور وہابی امورات کو انجام دیتی ہے گویا ہر ایک شے کی فطرت اور مشرت میں رولز پر چلنے کی طاقت اور خاصیت ڈالی گئی ہے۔

انسانوں کی قوت خیالیہ بھی قاعدہ کے اقتدا سے ہی اپنے طبعی خزانہ میں جتنی حسنی خیالات جمع کرتے ہی بقاعدہ اس کو بھی کچھ نہیں ہو سکتا اگر ہم اپنی آنکھوں کو بند کر کے پڑے ہیں تو وہ خیالات جو بذریعہ قوت باصرہ منتقل ہوئے ہیں خواب میں بھی نظر نہ آویں۔

## مقدمہ اول

بالعموم ہر ایک انسان کے قوت خیالیہ و وطریعہ خیالات پیدا کرتی ہے ایک بذریعہ حواس خمسہ جو امورات خارجی سے متعلق ہوتے ہیں۔ اور ایک بلاذریعہ جو اس جسم جو عقل یا دماغی ہوتے ہیں۔ جنکا خارج میں مطلقاً اثر اور نشان بخشنے والا۔ جب کوئی آدمی بذریعہ حواس خمسہ حواس محسوسہ اور امورات خارجیہ پر نظر یا غور کرتا ہے عام اس سے کہ وہ نظر یا غور کسی حواس سے متعلق ہو تو اس کی قوت خیالیہ میں بذریعہ مشرک ایک خیال منتقل ہو جاتا ہے اور وقت قوت خیالیہ خیال کے قدر اور حیثیت کے مطابق عمل کرتی ہے بہت سے خیالوں کو قوت مذکور اپنے طور پر ناقص یا کم زور جانکر چھوڑ دیتی ہے اور بہت سے خیالوں کو نکھیند اور زور آور سمجھ کر قوت عقلیہ کے سپرد کر دیتی ہے ایک حکیم صاحب کا قول ہے کہ قوت متخیلہ بذاتہ امورات محصلہ میں کسی قسم کی تمیز اور فرق نہیں کر سکتی۔ لکن میں اسکے مخالف ہوں میرے خیال میں قوت خیالیہ بذاتہ جزوی طور پر

تمیز اور افتراق کی چاشنی رکھتی ہے اوسمین موجودہ انلی اور صانع ابدی نے  
 اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے ایک ایسا بھی پرزہ جڑ رکھا ہو کہ جسکی  
 گردش سے خیالات محصلہ میں جزوی طور پر فرق اور تمیز ہو سکتی ہے حسبوقت  
 انسان صور محسوسہ میں سے کسی صورت کو دیکھتا ہے اوسوقت ایک تھوڑی سی  
 تمیز ہو جاتی ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ تمیز کسی معاملہ میں راجحہ فی کو کافی ہوتی ہے  
 اس سوجھ بھوکا نہیں۔ مدعا یہ ہو کہ قوت خیالیہ میں بھی بہت تھوڑی اور کم تمیز ہوتی  
 جاتی ہے بہت سی اسی خیالات ہیں کہ قوت خیالیہ اور خوبو تخیل رکھ دیتی ہے  
 اس نزدیک ثابت ہوتا ہو کہ ضرور قوت مذکور جبراً مدرک اور متمیز نہ ہے  
 قوت خیالیہ کی تمیز کوئی عمیق تمیز نہیں ہے بلکہ وہ ایک طبعی خاصہ پورا ہوتا جاتا ہے  
 بہت سے ایسے امور اور صور محسوسہ میں کہ قوت خیالیہ ان کو بڑی  
 خوشی اور زور سے جذب اور جلب کرتی ہے اور حفاظت کے واسطے  
 قوت حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے اگر کوئی کھے کہ جب قوت خیالیہ متمیز ہے  
 تو اس میں قوت عقلیہ کی خصوصیت اوڑ جاتی ہے تو جواب اس کا یہ ہے  
 کہ قوت مذکور کی جزوی تمیز سے عقل کی خصوصیت میں کوئی منسرق نہیں آتا  
 اوس صورتیں عقلی خصوصیت میں فرق اور کم زوری انیکا اندیشہ تھا کہ جب  
 قوت خیالیہ کو بطریق تامہ متمیز نہ دیا جاتا۔ دوسرے ہم کہتے ہیں کہ  
 قوت خیالیہ کا جزوی طور پر تمیز ہونا ایک فطرتی اور ضروری امر ہے اگر قوت  
 مذکور جزوی طور پر بھی متمیز نہ ہوتے تو سید القواہی یعنی قوت عقلیہ کو کمال تکلیف  
 اور وقت ہوتے ایک ہی خیال کے دیکھتے اور چہاٹتے مدت گزر جاتی جس طرح  
 حج کے ارڈرلی عریضیان اور رسالات لینے والا کا خواندہ ہونا ضروری  
 اور لازمی ہے اسی طرح عقلی حج کے کلارک کا جزوی طور پر متمیز ہونا بھی

اور ضروری ہے آپ لوگوں نے انگریزی عدالتوں میں دیکھا ہوگا کہ جب کسی مجسٹریٹ کا کلارک یا آرڈر لی مستغیثوں کے سوالات اور عرضیاں لیتا ہے تو اونہیں سے عرضیوں کا عنوان اور غائت دیکھ دیکھ کر بعض سوالات کو جج کے روبرو پیش کرنے کے واسطے رکھتا جاتا ہے اور بعض کو ایشامپ کی کمی یا کسی اور نقص کو باعثِ اہس و یدیتا ہے۔

صبطرح مجسٹریٹوں کے کلارک اور آرڈر لی جزوی اختیار رکھتے ہیں اسبطرح ہر عقلی مجسٹریٹ کا دیانت دار اور ہوشیار کلارک قوت حیا لیبہ بعض خیالات کو قابلِ پیشی نہ سمجھ کر واپس مینور کر دیتا ہے۔

جب جو اس حمنہ کے ذریعہ اور وساطت سے قوت حیا لیبہ صورتِ محسوسہ کو خیالی خزانہ میں جمع کر لیتی ہے تو اونہیں سے بتدریج ایک ایک خیال عقل کے آگے پیش کرتی جاتی ہے اور خیالات منظورشہ عدالت عقلیہ کو محافظ خیالات یعنی قوت حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے۔ اور جن خیالات کو عقلی عدالت منظور نہیں کرتی اونکو بذریعہ قوت نامسندہ زائل اور دور کر دیتی ہے چونکہ قوت حیا لیبہ کو تین تمام کامادہ حاصل نہیں ہوتا اسواسطے بہت دمنہ غلطی اور لغزش بھی کہا جاتی ہے جس کو عقلی طاقت و ہمت اور صحیح بناتی ہے۔ جب قوت حیا لیبہ کے طبعی خزانہ میں بذریعہ حواس حمنہ صورتِ محسوسہ اور امورات خارجہ داخل ہوتے ہیں تو اس وقت قوت مذکور کے معنہ میں ایک جوش یعنی اوبال پیدا ہوتا ہے اور اس میں تمام خیالات اوبلتے ہیں یعنی ان تمام صورتوں اور امورات کی بابت قوت حیا لیبہ ایک غور اور نظر کرتے ہوئے عہدہ کنیت ہے کہ جب کسی امر کو بابت دل سے غور کیا جاتی ہے تو انسانی طاقتوں میں ایک جوش

پیدا ہو جاتا ہے جو تمام صورتوں اور امورات کو اپنی اولیٰ ہوتی ہوئی حالت  
 میں ملا لیتا ہے اس جو شس سے دو باتیں حاصل ہوتی ہیں ایک یہ کہ  
 جزوی طور پر صورت مدخلہ کی بابت تمیز ہو جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ خیال در  
 خیال کی صورت نکل آتی ہے اور حالت حسیہ سے حالت عقلیہ بن جاتی ہے  
 جو اس حمنہ قوت خیالیہ کے اول درجہ کی غمخوار اور مودت بین سچ پوچھو تو انہیں  
 حضرات کی توجہ سے خیالی خزانہ میں ہر ایک مستم کے خیال کی آمد رہتی ہے  
 گویا یہ جو اس ہر ایک قوت قوت خیالیہ کو حشر اج اور محاصل دینی ہیں  
 اور اس کی طلبی خزانہ کو پور کر رہتی ہیں گو جو اس حمنہ بذریعہ حس مشترک  
 خیالات کی مدد کرتے ہیں مگر اصل میں پور سے تا بعد ار اور مودت بین  
 حس مشترک گویا ایک محصل اور منبر وار ہے جو جو اس حمنہ کے فرمان  
 بردار اسامیوں سے واجبی محاصل وصول کر کے خیالی گورنمنٹ کو خزانہ  
 داخل کرتا رہتا ہے۔ جو اس حمنہ میں سے جب کوئی جو اس حمنہ آ یا کلا  
 ماؤف یا مقوم ہو جاتا ہے تو بقدر اسکے قوت خیالیہ بھی ماؤف او  
 مقوم ہو جاتی ہے قوت خیالیہ اس واسطے ماؤف اور تقیم الحال ہو جاتی ہے  
 کہ اس کو روزمرہ کی آمدنی اور غذا سے جواب ملتا ہے جس سے وہ  
 مانوس اور مرغوب ہوتی ہے۔ اگر قوت سامعہ معدوم یا منقوص ہو جاوے  
 تو قوت خیالیہ میں اعلیٰ درجہ کی ابتری اور بیرہنہ پیدائش کا احتمال ہے  
 بہت سے اس مستم کو صورت اور امورات ہیں کہ جبکی صحت اور حصول قوت سامعہ  
 کی صحت اور سلامتی پر منحصر ہے وہ لوگ جبکی قوت سامعہ بالکل کسی قدر ماؤف اور  
 ناقص ہوتی ہے عموماً ان کے خیالات سمعی میں بہت کم ہوتے ہیں بعض تو قطعاً خالی ہوتے ہیں  
 جس طرح جو اس ظاہر یہ جداگانہ خواص اور حیثیات پر منقسم ہیں اس طرح

پر جو جو خیالات اونکی مدد اور وساطت سے پیدا ہوتے ہیں منفرد  
اور منقسم ہیں جو خیالات قوت سامعہ کی مدد اور شرکت سے پیدا  
ہوتے ہیں یعنی خیالی خزانہ میں لائی جاتے ہیں وہ اور قوتوں کے  
ادراکات اور امورات سے جدا اور الگ ہوتے ہیں یہ خسران  
اس واسطے ہے کہ ہر ایک قوت اپنی حیثیت اور خواص میں  
دوسری قوتوں سے متفاوت ہوتی ہے صورت خسران خواص  
وحیثیت مستلزم ہے کہ ادراکات میں بھی خسران اور تمیز ہو۔  
بعض اوقات ایک ہی آن میں ایک ہی قسم کے خیالات  
جو اپنی حقیقت اور ذات میں متفاوت اور متخالف ہوتے ہیں خیالی خزانہ  
میں منتقل ہوتے ہیں۔

یہاں پر ایک خدشہ اور شبہ واقع ہوتا ہے یہ کہ امورات اور صورت  
متفاوت اشیات ایک ہی آن میں کیونکر ایک قوت میں جمع  
ہو جاتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ امورات متفاوت اشیات  
کا خیالی خزانہ میں آن واحد و احسن یا جمع ہونا مشکل  
اور ناممکن نہیں ہے۔ قوت حس مشترک جسکو محصل امورات اور مدخل صورت کہنا چاہئے  
جو جو امورات اور صورتیں حواس خمسہ سے حاصل کر کے قوت خیالیہ کو دیتی ہے وہ سب  
کچھ ایک طبعی خزانہ میں جمع ہو کر حسب سہرت صرف ہوتی جاتی ہیں خزانہ میں ایک ہی قسم  
اور وضع کا سکہ نہیں ہوتا کوئی سیدھا حکا اور کوئی کسیر حکا۔ یہ بات تجربہ سے ثابت ہے  
کہ قوت خیالیہ اکثر کر کے اپنے طبعی جذب اور شش سے ایک مدت کے بعد گئی گزری  
اور امورات کو عادت پیدا کرتی ہے یہ صورت اس طرح ظہور پذیر ہوتی ہے  
کہ جب قوت خیالیہ اور خیالوں اور صورتوں کو جو بذریعہ قوت

حسن مشترک حاصل کئے ہوتے ہیں اور ہمیشہ اسکی طبعی انجھون کے  
 روبرو دہرے رہتے ہیں غور سے دیکھتی ہے تو ہمزوی طور پر  
 اس کے گاڑے مغز میں ایک جوش پیدا ہوتا ہے اس جوش کو بھیکہ  
 قوت حافظہ جو خیالات اور صورتوں کی محافظ اور محاسب ہوتی ہے  
 اور دل سے قوت خیالیہ کی اطاعت کرتی ہے اس صورت اور خیال کو  
 کہ جس کی حالت سے خیالی جوش مطابق ہوتا ہے نکال کر قوت خیالیہ کو  
 پیش کر دیتی ہے خدا نے قوت خیالیہ اور حافظہ میں ایک ایسا لازوال تعلق اور  
 رابطہ رکھا ہے کہ ایک کی حالت ضروریہ کی حسبِ دوسرے کو سنے الفور  
 ہو جاتی ہے ایک صاحب سوال کرتے ہیں کہ جب قوت حسیالیہ  
 قوت حسن مشترک کی مدد سے امور خارجہ اور صورت محسوسہ کو خیالی  
 خزانہ میں جمع کرتی ہے تو ان صورتوں کو قوت حافظہ اپنی ذاتی  
 کشش اور شوق سے جذب اور جلب کرتی ہے کہ یا قوت حسیالیہ  
 ہی اپنے طور پر سپرد کر دیتی ہے۔

جواب اس سوال کا یہ ہے کہ قوت خیالیہ اپنے طور پر صورت محسوسہ کو اپنے  
 خزانہ میں یعنی قوت حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے اور قوت حافظہ  
 ان کو ایک طبعی تقاضا سے اپنے متابو میں لے آتی ہے۔  
 ————— قوت حافظہ کا منجذب اور منجلب ہونا ایک اور  
 قوت کی مدد سے اور زور سے ہے جس کو قوت شائقہ اور  
 ضروریہ کے نام سے تعبیر کرنا اسبب معلوم ہوتا ہے خداوند  
 کریم نے قوت شائقہ یا ضروریہ ہر ایک انسان کو دی رکھی ہے  
 اگر یہ قوت قوت حافظہ کو خیالات کے ازبر کر نیکا شوق۔

نہ دلائے تو قوت حافظہ کبھی بھی خیالات کی حفاظت نہ کرے۔  
 ایک یورپین فلاسفر کہتے ہیں کہ یہ قوت یعنی شائستگی کو یا قوت  
 خیالی کی طرف سے قوت حافظہ کے نام ایک واجب  
 التعمیل پروانہ ہے جسکی مدد سے قوت حافظہ خیالات کو اچھی  
 طرح سے اپنی نگہ رانی اور حفاظت میں رکھتے ہے شائستگی کے مقابلہ میں  
 ایک اور ضروری قوت ہے جس کو قوت راہ یا نام نہر  
 کہتے ہیں۔ اس قوت کا یہ خاصہ ہے کہ قوت حافظہ کو جس  
 نے طرح طرح کے خیالات اور امورات یاد کئے ہوتے ہیں بعض  
 خیالات اور امورات کے چھوڑ دینے پر مجبور کرتی ہے وہی  
 فلاسفر اس قوت کی نسبت خیالی کہتے ہیں کہ یہ قوت قوت  
 خیالیہ کی طرف سے ایک دوسرا پروانہ جاری ہوتا ہے  
 جس میں قوت حافظہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ بعض امور توں اور خیالات  
 کو حسبِ محتریر پروانہ ہذا ترک کر دو۔ ایک نازک خیال حکیم نے  
 قوت شائستگی اور نام نہر کے خفایت ہی موزون اور کھسپ تصور  
 کھینچی ہے اوس کھسپ اور مغرب الطبیعت تصور کے  
 دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قوت شائستگی بڑی شوق سے خندہ  
 پیشانی امورات کے تصور کو دیکھ رہی ہے اور اونکو پرال کے  
 بعد ایک سلیقت اور شوق سے حافظہ کی سپرد کرتی جاتی ہے  
 اور قوت نام نہر اسکی مقابلہ میں نہایت غور اور نظر سے امورات کو  
 دیکھتے ہی۔ اور قوت حافظہ کو متنبہ کرتی جاتی ہے کہ اس کو  
 یاد رکھیو اور اسکو ترک کر دیجیو اوسکے مقابلہ میں قوت حافظہ کے

مستویر کہیں چکر ظاہر کیا ہے کہ وہ ان دونوں قوتوں کے روبرو ایک  
فرمانبردار غلام کی صورت میں کھڑی ہے اوس کے عنیب چہرہ  
سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی حکیم کے انتظار میں دست بستہ  
حاضر ہے ڈاکٹر کلارک نے ان قوتوں کی جو تصویر کھینچی  
نہایت ہی دلچسپ اور موزون ہے اوہوں نے ایک مختصر  
کچھری گھرنے کے ایک کرسی پر قوت خیالیہ کو بطریق جج بٹھا کر سنا  
اوسکی قوت حافظہ کو کہہ رکھا ہے اور ہر دو پہلوؤں میں قوت شائعہ  
اور نامنبرہ کو بطور محرران پیشی عکس دی ہے قوت خیالیہ جو ایک  
جج ہے محرران کو خیالی کاغذات دیتا جاتا ہے اوہیں سے ایک  
محرر الموسوم بر شائعہ۔ قوت حافظہ کو جو گویا دفتری ہے مندرجہ  
ضروری احکام کی محافظت اور یاد کرنے کی تاکید کرتا ہے اور  
توجہ دلاتا ہے کہ بڑی دیانت اور ہوشیاری سوان احکام مجریہ عدالت  
خیالی کو یاد رکھو۔ جب شائعہ کا عمل ختم ہو جاتا ہے تو دوسری  
طرف کا محرر نامنبرہ قوت حافظہ کو توجہ دلاتا ہے کہ اون احکام مجریہ عدالت  
خیالی مندرجہ مسائل باب میں سے ان ان سٹیمون اوہرڈ ایٹون کو  
منسوخ کرو کیونکہ عدالت خیالی میں سے اون کی تسخیر کے واسطے  
ایور جاری ہو گیا ہے قوت خیالیہ نامنبرہ کا حکم واجب التعمیل سنکر  
اوسوقت ہدایات اور احکام منسوخ شدہ کو فائل باب سے خارج کر  
دیتی ہے۔ اور اون کی حکم پر اون ہدایات اور احکام کو جو نئے  
سرکمپولر یا ایکٹ میں پاس ہوئے ہیں جن پر دیتی ہے ڈاکٹر  
کلارک نے اپنے زعم میں قوت حافظہ کو ایک دیانت دار محافظ

اور مشتری مسترار دیا ہے جس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ احکام اور ہدایات مصدرہ خیالی عدالت کو ایک حفاظت سے رکھے۔

### ممبر دوم

بس طرح پر قوت متخیلہ بذریعہ قوت حس مشترک مختلف صورۂ امور ات کو اپنے خزانہ میں جمع کر لیتی ہے اسے بطرہ پر بلا ذریعہ قوت حس مشترک بعض خیالات کو پیدا کرتی ہے۔ اور مثل ایک ایسی تشش اور طاقت رکھی گئی ہے کہ اوسکی وساطت سے اون نادرا اور عجیب خیالات پر کامیاب ہوتی ہے کہ جنکو قوت حس مشترک سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا۔ اس قسم کے خیالات بالاسموم دو قسم پر منقسم ہیں ایک وہ کہ جن کو قوت حس مشترک سے اس قدر نسبت اور علاقہ نہیں ہوتا۔ اور ایک وہ جسکی ابتدائی صورت حس مشترک کی شراکت سے پیدا ہوتی ہے اور اخیر معقولات پر بارستا ہے۔ انسانی قوت خیالیہ میں ایک ایسے پتہ اور غنیمت اور زور اور طاقت اور تشش رکھی گئی ہے کہ بعض وقت بلا مدد حس مشترک طبعی طور پر خیالات مفیدہ کے پیدا کر دے اور دیتی ہے اور سوقت کہ جب انسانی قوت متخیلہ اس تغنیس طاقت کو پورا کرنا اور کام میں لانا شروع کرتی ہے اوس کی طبعی حالت اور صورت میں ایک تمنید اور تبدل پایا جاتا ہے یہ تغیر و تبدل اس واسطے پیدا ہوتا ہے کہ کثرت خیال سے قوت متخیلہ کو ایک افویت اور تکلیف پہونچتی ہے اس سبب اوسکی حالت تبدیل ہو جاتی ہے۔ عفت خیالات کو قوت متخیلہ دو

طرح سے پیدا کرتی ہے ایک ضروریات کے پیش آنے سے  
عام اس سے کہ وہ ضروریات کسی تبدیل سے ہوں۔ اور  
دوسرے ناگہانی طور پر جس میں ضروریات کا نشان تک نہیں  
پایا جاتا۔ جب انسان کو کوئی ضرورت پیش آتی ہے اور اوس پر  
کامیاب ہونا ایک ضروری اور واجبی اس حینال کرتا ہے تو اوقت  
انسانی قوت متجذبات میں ایک اضطراب اور جوش پیدا ہوتا ہے اور  
قوت متجذبات نہایت تنگ اور محبت را ہو جاتی ہے کیونکہ ظاہر میں  
اوس صورت کے رفع ہونیکلی کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی اور نہ قوت  
جس مشترک ایسی بھیتراری میں مدد کرتی ہے اس جوش میں  
خوص کرتے کرتے ایک ایسی وجہ اور حینال پیدا ہو جاتا ہے کہ  
جس مشترک اور جوش جس نہ کی خواب میں بھی نہ گزرا تھا اور ظاہر  
میں اوس کا کوئی سراغ اور نشان نہ پایا جاتا تھا دنیا میں تسخیر  
علوم پائی جاتے ہیں وہ سب اسی طرح پر پیدا ہوئی ہیں اور سب کو ہی  
قوت حینالیہ نے ایک اضطراب اور کھرباہٹ کی حالت میں پیدا  
کیا ہے کوئی ایسا علم نہیں ہے جو اس حالت اور صورت کے بغیر رائج  
ہو اچوتنے علوم پائے جاتے ہیں یہ سب باعث الحوق ضرورت  
کے ہے موعنوع ہوئے ہیں اور اسی قوت متجذبات نے اضطراب  
اور محبت را راری اوجٹا کر پیدا کئے ہیں جیون جیون لوگوں کو  
مستم مستم کی ضروریات پیش آتی لکین وون وون قوت حینالیہ  
برادر رفع ضروریات معین حینالات یا حبتا ویز کو پیدا کرتے گئے  
۔ جب ارسطاطالیس کو یہ ضرورت پیش آئے کہ صحت اور مستم

امورات اور ضروری دعا وے کے لئے کوی قانون وضع کیا  
 با وے تو اسکی قوت خیالیہ نے طبعی جوش کے ذریعہ سو  
 منطقی اصولوں کو قائم کر لیا۔ قوت خیالیہ نے منطق کا نام تک نہیں  
 سنا تھا اور جو اس حمنہ میں سے کسی کو خبر نہ تھی۔ عقلی طور پر ہے  
 پیدا ہو گیا۔ گو عقل نے بروقت حدوث منطقی خیالات کی قوت خیالیہ  
 کو سمجھ ادا نہیں دی مگر لاکن باجین حقیقت کہ اوں خیالات کو عقل نے تفتیح لایا  
 اور ضروریہ کیوقت قبول اور منظور کر لیا عقلی کہا جاتا ہے۔ بعض وقت ایسا ہوتا ہے  
 کہ انسان کو کوئی ضرورت پیش نہیں ہوتی بلکہ خیال تک نہیں ہوتا ناگہانی  
 ایک عقلی خیال پیدا ہو جاتا ہے اور انسان حیران رہ جاتا ہے  
 حکیم ابو الحسن مکتہاسب کہ ایک فردین باغ کی سیر کرتا پھرتا تھا لہ خیال  
 سبزی کی طرف مائل اور رغبت تھا جب میں ایک خوش وضع درخت  
 کے نیچے پہنچا تو ناگہان میری قوت متحیت میں یہ خیال  
 پیدا ہو گیا کہ روشنی ایک لکھنہ میں کتنی دور چلی جاتی ہے  
 میں نے ہر چند غور کیا کہ کیوں اور کسواسطی خیال پیدا ہوا مگر کچھ معلوم  
 نہ ہوا۔ ابوالحسن کہتا ہے کہ میں ایک روز علم ریاضی کے ایک  
 برصنمون کتاب مطالعہ کر رہا تھا جب میں اس کتاب کے چند ورق  
 دیکھہ چکا تو یکایک میرے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا کہ کیا وجہ ہے  
 کہ حیوانات میں عقلی مساوہ نہیں ہوتا اس خیال نے  
 مجھے اس قدر مجبور کیا کہ مجھ کو ریاضی کی مصنف  
 کتاب پھوٹرنی پڑی میں نے ہر چند زور لگایا کہ  
 اس خیال کے پیدا ہونے کی وجہ دریافت کروں مگر کوئی

وجہ معلوم نہ ہوئے۔ اسن کا قول ہے کہ میں ایک مفسر نہ  
 بڑے شوق اور توجہ سے جنگل میں شکار کھیل رہا تھا یہاں تک کہ میں نے  
 بوجہ اشتیاق شکار اپنے سرورسی کاموں اور ضروریات کو غیر ضروری  
 کاموں اور سرورتن میں شامل کر دیا تھا عین اوس حالت میں  
 کہ میں ایک حسن کے پیچھے گھوڑا دوڑا رہا تھا یہ خیال پیدا  
 ہوا کہ زمین سے چاند تک کس قدر فاصلہ ہے میں جس حد چاہتا تھا  
 کہ یہ خیال دور ہو جاوے۔ مگر ساعت بساعت بڑھتا جاتا تھا۔ ایک فرانسیسی  
 فلاسفر لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی آنکھ سے ایک عجیب تماشا دیکھا ہے کہ ایک شخص جس نامی  
 کو حبس پیرس دار الخلافہ ملک فرانس میں کونسل ملکی کی طرف اور  
 حکم سے پہاڑی کو لے چلے تو پہاڑی پر چڑھنے سے اول جاسن فر  
 لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اس وقت میری دل میں یہ خیال  
 پیدا ہوا ہے کہ آتش شیشہ سے بعض شیون کو آگ بھون لگ  
 جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا جواب دے تو میں کمال مشکور ہو گا  
 فلاسفر مذکور کہتا ہے کہ میں نے جاسن کو کہا کہ اس سوال کا کیا جواب  
 اوسنے کہا کہ اواسکاٹ اگرچہ میری روح آدہ گھنٹہ تک تبسم کو چھوڑ دی لی  
 مگر اوسوقت مجھے اوس خیال نے ناگہانی طور پر سمٹ کر چھوڑ کر دیا  
 کہ موت کا خیال بھی کا فور ہو گیا۔ ماہرین منسل فلاسفہ نے ناگہانی خیال  
 کو پیدا ہونے کے بعد دریافت کرنے میں بہت زور لگایا ہے مگر کوئی پختہ  
 وجہ اور دلیل نہیں ملی۔ بعضوں کا خیال ہے کہ ضرور کوئی کنویں صورت اور موقع  
 ایسا ہو جاتا ہے کہ ایک ناگہانی خیالی صورت نکل آتی ہے مگر یہ خیال بجائے  
 مفروضہ کیونکہ تجارب و ذمہ اسکو مخالف ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ قوت خیالیہ کی حالت

افتاب کی مانند ہے جس طرح سورج کی کرین اور شعاعیں تمام شیون پر  
 اثر کرتی ہیں اسی طرح قوت خیالیہ بھی ساری خیالات پر محنتی اور محیط ہے  
 اس احتوا اور احاطت کو باعث کہی کہی اسی واسطے خیالات پیدا ہو جاتی ہیں جو  
 ناگہانی معلوم ہوتی ہیں مگر دراصل ناگہانی نہیں ہوتی یہ توجہ بھی کم نہ رہی معلوم  
 ہوتی ہے ایک حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ دراصل معاملہ یوں ہے کہ قوت خیالیہ بلحاظ حال  
 کے ۲ قسم میں تقسیم ہوا ایک کو حالت صوری کہتے ہیں اور ایک کو معنوی بعض  
 خیالات پہلے پردہ یعنی پردہ صوری میں ہوتے ہیں اور بعض پردہ  
 معنوی میں۔ جب کہی کسی باعث معنوی پردہ اوٹ جاتا ہے تو مکتوم  
 خیالات ظاہر ہو جاتے ہیں انسان کو تعجب ہوتا ہے کہ یہ خیال کیا ایک  
 کہان سے آگیا۔ سچ یہ ہے کہ یہ سینوں و جہین محقق آدمی کی تشلی  
 کے لئے کافی اور شافی نہیں تیار دئے جاسکتے ہیں گو ان وجوہ کے  
 بیان کرنے والے حکیم ہیں مگر یہ امر ضروری اور لازمی نہیں ہے کہ حکیموں کے  
 ہر ایک رائے اور دلیل اور وجہ صحیح اور درست ہو وہ خیالات کہ جنکی  
 ابتداء کے صورت جس مشترک کی شرکت سے پیدا ہوتی ہے اور خیر مقول  
 بن جاتی ہے پہلے بذریعہ حواس خمسہ و بوساطت جس مشترک حاصل ہوتی ہیں  
 بعد حصول قوت خیالیہ اس کے ذریعہ سے اولیٰ مقول صورت پیدا  
 کر لیتی ہے نہ جن کو کہ منہ بوساطت قوت باصرہ ایک خوش رنگ  
 اور خوش آواز چٹریا کو دیکھا ابتدائی بین ہوگا اس رویت سے بوسیلہ قوت بصرہ  
 صرف اس قدر حاصل ہوا کہ اسکی شکل اور ہیئت کذا ہی کا خیال محسوسات  
 کی طرح ہماری قوت خیالیہ کے خزانہ میں منتقل ہو گیا۔  
 لکن جب ہم نے اپنی قوت خیالیہ کی اوس ناود طاق کو جو اپنی طبیعتی تشش اور

جذب کے زور سے بلا ذریعہ جو اس جسمہ اور جس مشترک خیالات کو پیدا کر لیتی ہے اس شکل محصلہ کیطریق رجوع کیا تو ہماری قوت خیالیہ نے اپنے طور پر بلا مدد جو اس جسمہ و جس مشترک شکل محصلہ کی بابت تفصیلی خیالات کا پیدا کرنا شروع کیا اور اس شکل سے یہ نتیجہ نکالا کہ ایک عذاب کس طرح پیدا کیا اور اسکی ذات سے انسانکی ذوات کو کس قسم کے فوائد پہنچانی کی امید ہو سکتی ہے اور اسکی ذاتی خواص کیا کیا ہیں یہاں تک کہ ان تفصیلی خیالات کا نام علم حیوانات رکھا گیا۔ جب ہم نے قوت باصرہ اور جس مشترک کی وساطت سے صرف شکل ہی مشاہدہ کی تھی اسوقت ہماری قوت متخیلہ میں علم حیوانات کا نام و نشان بھی نہ تھا ہم جانتے بھی تھے کہ علم حیوانات کس شے اور یا نور کا نام جب ہم بذریعہ قوت شامہ کسی چیز کی خوشبو یا بد بو دریافت کرتے ہیں تو بہت حالت میں ہماری قوت متخیلہ کے طبعی خزانہ میں صرف بو ہی داخل ہوتی ہے خواہ کسی قسم کی ہو اس بو کے ساتھ تفصیلی خیالات میں سے کچھ بھی نہیں ہوتا بعد حصول یا دخول بوسمومہ تفصیلی خیالات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور ہم با تفصیل معلوم کر لیتے ہیں کہ اس بو سے دماغ اور دلیر یہ اثر پڑتا ہے اور روح کو اس سے یہ ضرر یا فائدہ پہنچ سکتا ہے یا نہیں ہمارے قوت متخیلہ اسکی طبعی حالت کو بھی اور اک اور دریافت کر لیتی ہے۔ ابتدائی صورت میں اگرچہ تفصیلی خیالات کا نام و نشان نہیں تھا اور نہ انسانی قوت خیالیہ ان سے ماہر اور واقف تھی مگر خیالیہ کے جوش اور تیزی نے ان تفصیلی خیالات کو فستاب نیم روز کی طرح ظاہر کر دکھایا اور ان سے اس قسم کے دقائق پیدا کئے کہ جداگانہ صدما اور ہزاروں معلومات اور مضبوطا حاصل ہو گئے اور ان کو ان کو ان کو ایک قسم کے فوائد اور منافع مانا

لگے۔ کہہ ہی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسانی قوت تخیلہ بذریعہ حواس حسہ  
و بوساطت حس مشترک و محسوسہ اور امورات خارجیہ کو ایک ناقص طریق پر  
خزانہ طبعی میں داخل کرتی ہے یعنی پوری طور پر حس مشترک کو کیفیت اور  
مہارت حاصل نہیں ہوتے اور اسی باعث قوت تخیلہ میں پورا پورا خفا کہ  
نہیں اور تا۔۔۔ ایسے حالت میں بھی قوت خیالیہ تفصیلی خیالات اور اوراکا  
کو پیدا کر لیتی ہے مگر ایسی حالت میں قوت مذکور کو کمال وقت ہوتی ہے  
اسو استدعا کہ اسکو و طرفہ کارروای کر فی ہر قی ہے۔۔۔ پہلے اس  
ادھر کی تشخیص کرنی پڑتی ہے کہ صورت محسوسہ جو بذریعہ حواس حسہ اور  
بوساطت حس مشترک حاصل ہوئی ہے اپنی اصلی حالت اور سمیت میں کس  
وضع اور مقدار کے ہے کیونکہ جب تک صورت مدخلہ اور محسوسہ کامقیدار  
نہ معلوم ہوگا۔ تفصیلی خیالات کا پیدا ہونا ایک مشکل امر ہے۔۔۔ اور بعد از  
کے تفصیلی خیالات اور اوراکات کا پیدا کرنا شروع کرتی ہو اور اسکو ذریعہ  
قواعد اور اصول مقرر کر لیتی ہے فاقضیہ

### باب سوم

تسلسل خیالات و قسم پیرفتسم ہے۔ ایک منہ تہی اور دوسرا  
غیر منہ تہی۔ منہ تہی وہ تسلسل ہے جسکا سلسلہ منہ تہی خیالات پر ختم ہو جاوے  
۔ اور غیر منہ تہی اس صورت کا نام ہے کہ جو ہر ایک وقت سوتے  
جاگنو اٹھنو بیٹھنو قائم اور ثابت ہے اور جسکا سلسلہ بھی ختم اور پورا نہ ہو۔  
منہ تہی اول

منہ تہی خیالات کا سلسلہ بالعموم پانچ قسم پیرفتسم ہوتا ہے  
۱۔ تشبیہ ۲۔ تضاد و تخالف ۳۔ قرب زمانی ۴۔ قرب مکانی ۵۔ سبب و تاثر

## بیان تشبیہ

تشبیہ باعتبار اپنی عقیدتوں اور تاثر و ن کے چار قسم پر منقسم ہے  
 تام - ناقص - حجم جنس - غیر جنس - تام وہ تشبیہ ہے جس میں پوری  
 پوری مشابہت پائی جاتی ہے۔ اور قوت خیالیہ پر ایک جلدی اور سہولت سے  
 موثر ہو جائے۔ عام اس سے کہ وہ از قبیل جنس ہو یا من اس سے اور غیر  
 جنس - جب انسان بذریعہ حواس حسہ کے شے کو دیکھتا یا سونگھتا  
 یا کسی کلام کو سنتا ہے تو اس وقت قوت خیالیہ بین نسبت  
 شے مبصرہ یا مسموعہ یا کلام مسموعہ ایک خیال پیدا ہوتا ہے  
 جس کے ساتھ قوت دہیان یعنی توجہ شامل ہو جاتی ہے۔ اس خیال  
 میں سے اگر پوری طور پر تشبیہ اور تشیل نکل آوے تو تشبیہی تسلسل  
 شروع ہو جاتا ہے۔ جب اگر ہم ایک کپڑے کو بذریعہ قوت باصرہ دیکھیں  
 اور اس وقت کی تاثیر بواسطہ قوت حس مشترک بہاری قوت تشیل  
 میں منتقل ہو جاوے اور اس سے پیشتر بھی منے مختلف قسم  
 کے کپڑے دیکھو ہوں تو بہاری قوت متخیلہ میں ایک ایسا سلسلہ بند بن جائیگا  
 کہ تمام خیالات جو اس خیال سے مشابہت تامہ رکھتے ہوں گے فی الوقت موجود ہو  
 جائیں گے اس سلسلہ بندی سے ہلکوانہی گزشتہ اور پرانی خیالات پر ایک کامیابی  
 سے نظر اور غور کر سکا موقع بن جائیگا۔ تشبیہی صرف اس واسطے گزشتہ خیالات  
 جو اس تشبیہ سے تام مشابہت رکھتے ہیں یاد آجائے ہیں کہ ان خیالات کو خیالی  
 عدالت کی دیانت دار و فطری قوت حافظہ نے انہو خزانہ میں جمع کیا ہوتا ہے اور  
 سب خیالات کا نقشہ یعنی فہرست خیالی عدالت کی تحمیر کی دیوار و پیر چسپان ہوتی ہے  
 تاکہ خیالی عدالت کا ہر ایک وقت ان خیالات کو زیر نظر رکھو جب تو سنا حس مشترک

عدالت خیالیہ میں اور خیالات اور صور محسوسات جو انہیں خیالات سمی شبہات نام رکھتے ہیں پیش ہوتے ہیں تو خیالی عدالت کا جج اونکو فہرست مرتبہ کو مطابق پا کر کلیتہاً غور اور نظر کرتا ہے اور اوہرے دفتری عدالت خیالیہ قوت حافظہ بھی جج کو توجہ دلاتا ہے کہ جناب عالی اس قسم کے اور خیالات بھی خزانہ عامرہ میں جمع ہیں ان دونوں ذریعوں کے تسلسل خیالات کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ کہہ ہی تو تسلسل خیالات کی صورت صرف گزشتہ واقعات کے خیالات پر ہی ختم ہو جاتی ہے اور بھی تشبیہ کی ذاتیات اور عوارض کی بابت سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ مثلاً ہم نے ایک شی کو دیکھا اور پتیرا کے بھی اوسکی ہمیشہ لگو ایک شیئیں دیکھی ہوئی ہیں اوسکے دیکھنے سے ایک تو گزشتہ شیئوں کے خیالات یاد آگئے اور ایک یہ کہ اوس شیئے منظر کے عوارض اور ذاتیات کی نسبت خیالات پیدا ہو گئے مثلاً کسی کپڑے کو دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کپڑا بذاتہ اچھا بنا ہوا ہے اسکا بنو ڈالا نہ کارگر اور استاد ہو گا بڑی محنت سے بنا ہو گا۔ اگر اس کپڑے سے قمیص یا جینہ سلایا جاوے تو خوب سبھے فلان وزری اوسکو اچھا سمیگا۔ تشبیہ ناقص وہ تشبیہ ہے کہ جس میں پورے طور پر سلسلہ جاری نہ ہو اور جو گزشتہ خیالات سے ناقص طور پر مشابہ ہو اس قسم کی تشبیہ میں سلسلہ کو زور اور روانگی نہیں ہوتی۔ تشبیہ جس سے ہی خیالات کا سلسلہ بندہ جاتا ہے جب کوئی شخص کسی شخص اپنے دوست کی شکل اور مصورت دیکھتا ہو تو وہ کی شکل اور اسکی تمام موٹی موٹی باتیں یاد آجاتی ہیں اس طرح پر جب تشبیہ غیر منسجم دیکھا جاتا تو سلسلہ خیالات پیدا ہو جاتا ہے۔ ابھی یہ ہر بار تشبیہ میں موہومی یا معقولی طور پر

پیدا ہو جاتے ہیں۔ لاکن یہ صورت ناورات میں سے ہی لعنفون فر تو اس کے  
انکار ہی کر دیا ہے اور کاجیال ہے کہ محسوسات سے ہے پیدا ہونے میں وہ  
لوگ جو قوت حیالیہ کو عقلی حیالات کا مدرک بھی قرار دیتے ہیں شبہات منقولی  
عوت یقین کرتے ہیں۔

## بیان تضاد و محنت

سب انسان اشیاء متضاد اور متفاوت دیکھتا ہے تو اس وقت بھی حیالات کا  
سلسلہ بندہ جاتا ہے یہ صورت صرف صور محسوسہ اور امور خارجہ سے ہی  
واسطہ اور متعلق ہوتی ہے جب ہم کسی معذوب یعنی میٹھی شکر کو پیتے ہیں یا  
کہاتے ہیں تو اس کو کھینے یا کھانے کے ساتھ ہی ہمارے دل میں ترش یا  
بد مزہ شے کا خیال آ جاتا ہے۔ اس طرح جب ہم کسی بری صورت والے آدمی  
کو دیکھتے ہیں تو ہمارے قوت متخیلہ میں خوبصورتی کا خیال اور ترش بن  
جاتا ہے۔ جب ہم کسی کتاب یا آرٹیکل کو پڑھتے ہیں تو اس سے اون مصنفون یا  
مولفہ ان کی کتابیں اور آرٹیکل یاد آ جاتے ہیں جو اسی مقصد اور مضمون میں لکھ چکے  
ہیں۔ جب ہم بے آرامی اور مصیبت کو دیکھتے ہیں تو آرام اور راحت کا زمانہ یاد آ جاتا ہے  
اور نیز بر خلاف اسکے جب آرام اور راحت کی حالت میسر آتی ہے تو مصیبتوں کو سنہری  
حیالیہ میں پیدا اور نقش ہو جاتی ہیں۔ جب رات پڑتی ہے یا بکس ہوتی ہے تو دن اور عدم یاد  
خیال ہی پیدا ہو جاتا ہے۔ ابوالفتح نے کیا اچھا کہا ہے ایک طرف سے ابوالفتح کی  
روح فرحت اور خوشی دیکھتی ہے دوسری طرف سے اس کو ساتھ ہو کر شہ عمنون اور  
مصیبتوں کا نقشہ قائم ہو جاتا ہے اس کو ساتھ ہی خیالی پیری پر خیال بھی  
جھجھکتا ہے کہ شاید اگلے دنوں میں پرانے دنوں کی طرح غم اور مصیبت کی فراوانی  
صورت پھر ظہور پذیر ہو۔ تضاد اور تخالف جو طرح پرانی اور گزشتہ خیالات

پیدا ہو جاتے ہیں اسے طر حیر آئینوالے دنوں کی نسبت خوف اور رجا کی صورت  
نکل آتی ہے۔ انسان کی ایک عادت طبعی ہے کہ تضاد اور مخالف سے آنے  
والے دنوں کی نسبت ضرور خیال کر لیتا ہے۔ اگر تضاد مخالف سے انسان کی  
قوت خیالیہ میں خیالات کا سلسلہ نہ بندھتا تو انسان کی حالت میں کو ایک قسم کی  
خوابان اور اتہریان پیدا ہو جاتیں مصیبت اور آرام دن اور رات سچ اور جھوٹ  
میں کچھ بھی تمیز نہ کر سکتا نیز اسے عین بے عون بن جاتا۔

## قرب زمانہ

قرب زمانی سے بھی سلسلہ خیالات کی صورت پیدا ہو جاتی ہے جب ہم  
ایسی عارضی یا ضروری سبب سے اپنی عمر کے پہلے حصوں کو یاد کرتے ہیں  
تو سبب سے ایسی اوس عمر کے لوازمات اور تعلقات بھی یاد آ جاتی ہیں انہی کو  
یاد رکھنے کا نام اور طور طریق اور کھیل کود کے ہولے ہوئے خیالات لوح خیالیہ پر ایک  
وضاحت سے کندہ ہو جاتے ہیں ایسی ہی خیالات یاد آ جاتے ہیں اگر ہم اون کو  
بلا قرب زمانی یاد کرنا چاہتے تو کبھی ہی نہ ہوتے جب ہم گزرے زمانہ میں سے  
ایک نام لیتے ہیں تو اوس زمانہ کی جزوی طور و طریق ضرور ہی یاد آ جاتی ہیں  
بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ زمانوں کے ضروری واقعات اور قوی حادثات  
زمانوں کے تعلقات کو یاد کر دیتے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ  
ہندوستان کے بارہ حملوں کو ہی یاد دلاتا ہے اور اوسکو تمام مشہور مشہور  
واقعات قوت خیالیہ میں منقش ہو جاتے ہیں۔

## قرب مکان

یہ قریبی صورت خیالات کو رشتہ مکان کی سبب پیدا کرتی ہے جب ہم کسی  
ایسے مکان کو دیکھتے ہیں کہ جس میں کبھی کسی ہمارے دوست یا دوسرے شخص نے

کوئی کام یا کلام کیا تھا۔ تو نے الفور اسکے سارے حالات یاد آجاتے ہیں اور اسوقت کی سب باتیں اور واقعات اسکو ہنسنے کے سامنے گزر جاتے ہیں یہاں تک کہ جزویات بھی یاد آجاتی ہیں جس مکان میں ہم یہ بھی کچھ حادثہ پڑا ہو اوس مکان کی دیکھنے سے وہ حادثہ ضرور یاد آجاتا ہے اور ساتھ ہی اس حادثہ کے کلیغین اور سختیاں قوت میں ملنے لگتی ہیں گہر گہر جاتی ہیں میری چشم دیدات ہیں کہ ایک شخص جب ایک مکان کے نزدیک بس مین اسکو بیٹے کو سانپ ڈکاٹا تھا ہو کر گزرتا تھا تو اپنی زبان سے لعلہ اسوس کہتا تھا کہ اسی مکان میں میرا عزیز بچہ پارالز کا سانپ کے کاٹنے سے مر گیا۔ ایک شخص کا ذکر ہے کہ اسکو ایک مرتبہ ایک جنگل میں ایک خوشخوار بھڑی نے جان سے مارنیکا ارادہ کیا مگر وہ شخص کسی حکمت سے بھڑی کے پنجہ ظلم سے بچا کر گیا ایک مدت کو بعد جو پھر اسی رستہ سے گزرا تو اسجگہ پہنچتی ہے اسقدر خوف زدہ ہو گیا کہ دھڑکنے میں پر گر پڑا۔ لوگوں نے جب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اسی پرانے خوف کی نذر تھا ہوا کجورت کا ذکر ہے کہ جب وہ کسی ضروری کام اور ضرورت کے واسطے مقابلہ کے نزدیک ہو کر گزری تو دھاڑیں مار کر رو پڑی یہاں تک کہ یہ ہوش ہو گئی دریا کر نیسے معلوم ہوا کہ اپنے پیاری ماں کی خراب شدہ حالت دیکھ کر ہوش و حواس کہو بیٹھی ہے انسان تو انسان قرب مکان کی عجیب تاثیرات ہوتا کو بھی گھیر لیتے ہیں۔ میری چشم دید واقعہ ہے کہ جالندھر کی چھاؤنی میں ایک شخص امیر چند نامی کو ایک خوبصورت اور وفادار کتا پالا تھا۔ خدا کی قدرت سے امیر چند چند روز تک بیمار رہ کر فوت ہو گیا امیر چند کو دوستوں نے کتے کے روبرو امیر چند کو پونکد یا مینو خود دیکھا ہے کہ جب بھی وہ وفادار کتا۔ ہندوؤں کی قبروں کے رستہ سے ہو کر گزرتا تھا تو اپنے مہربان آقا امیر چند کی متبر پھر پیرن

کھڑا رہتا تھا اور اسکی صورت دیکھنے سے پایا جاتا تھا کہ امیر ہند کی مہربانیوں  
 اور عنایتوں کو یاد کر کر دل ہی دل میں رورہا ہے۔ ایک حکیم صاحب  
 کہتے ہیں کہ جب آدمی کی قوت متخیلہ میں قرب مکائیک کی باعث خیالات پیدا  
 ہوتے ہیں تو اسوقت گویا انسان تمام گزشتہ حادثوں اور واقعات اور  
 باتوں کو مکان کے گرد اگر دیواروں کی طرح حائل پاتا ہے جب ہر نظر کرتا ہے  
 گزشتہ خیالات کے پیرے کے پیرے گزر جاتے ہیں۔ واسطہ صاحب  
 کا قول ہے کہ قرب مکانی ایک وسیع روشنی کا مرتبہ رکھتا ہے جب کوئی  
 آدمی اسے نظر ڈالتا ہے۔ تمام پسیرین نظر آجاتے ہیں مگر ان خیالات  
 میں بھی خیالات شامل ہوتے ہیں۔ جو اس مکان میں واقعہ یا صادر ہوئے ہوں  
 میرے خیال میں کہی ال یہ بھی ہو جاتا ہے کہ ایک قرب مکانی سے باعث کسی  
 قسم کے مشابہت اور مماثلت کے دوسرے قرب مکائیک واقعات کے خیالات  
 یاد آجاتے ہیں مثلاً کسی شخص کو دو دفعہ مختلف مکانوں میں سانپ نے  
 کاٹا ہو جب وہ شخص ان مکانوں میں سے ایک مکان میں جائیگا۔ یا  
 اسکی نزدیک ہو کر گزریگا تو ضرور دوسرا مکان بھی یاد آجائیگا دوسرا مکان  
 اسواسطی یاد آجاتا ہے کہ مکان منظر اور غیر منظر کا واقعہ جو موجب یاد ہے  
 ایک ہی ہے اتحاد اور یگانگت واقعہ مستلزم ہے کہ مواقع واقعہ ہی ایک ہی  
 دفعہ بالاتحاد یاد آجائیں۔ صاحب موصوف اگر ذرا غور اور نظر کرتے  
 تو یقیناً اس بدھی واقعہ اور صدقہ وقت سے اعراض اور انکار نہ کرتے یہ دھتہ  
 اسقدر صدقہ اور بدھی ہے کہ ہر اردن دلائل اور نظائر سے ثابت ہو سکتا ہے  
 اسنے غور سے اقرار کر سکتے ہیں کہ ضرور دو مواقع متحد الواقعہ قرابت احد المواقع سے  
 یاد آجاتے ہیں۔ اور ان دونوں کے تعلقات پر قوت خیالیہ احاطہ کر لیتی ہے

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی کام یا کلام یا کسی حادثہ یا عجیب بات کی یاد آنے سے مکان جس میں وہ باتیں یا حادثات واقعہ ہوتے ہیں یاد آجاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس واقعہ یا حادثہ کی متعلقات اور عوارض پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس صورت میں اون باتوں یا حادثوں کو تسلسل خیالات کا موجب قرار دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس قضیہ کے یون شکل بن جاتی ہے قرابت حادثہ اور واقعہ سے بھی کسی امر کے خیالات مسلسل طور پر پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہ کچھ ضرور نہیں ہے کہ قرب مکانی سے ہے تسلسل خیالات کا صیغہ شروع ہو تجر بہ گواہی دیتا ہے کہ قرب حوادث سے بھی تسلسل خیالات کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم ایک آرام اور چین پر بیٹھو ہوئے ہیں کہ کسی خارجی باعث کی وجہ سے کوئی پیرانا اور گزشتہ واقعہ یاد آجاتا ہے ابھی وہ واقعہ شروع ہی ہوتا ہے کہ مہیا ہے قوت متحیت اس کی متعلقات کو پیدا کر لیتی ہے جس طرح پرستہ بھکا سے سب کچھ یاد آجاتا ہے اس طرح پر قرب حوادث سے سارے باتیں یاد آجاتی ہیں یکسیرا بیسباق کے نزدیک مترتب حوادث کے صورت نسبت قرب مکانی کے زیادہ مؤثر ہوتی ہے اس وجہ کہ قرب حوادث کی صورت میں واقعات متعلقہ ایک آسانی سے یاد آجاتے ہیں۔ اس واسطے کہ جب کسی واقعہ اور اس کے متعلقات کا نتیجہ اور غایت ظاہر ہو جاوے تو اس کے متعلقات اور لوازمات ایک مہولت سے یاد آجاتے ہیں۔ مکان اور اس کے متعلقات کسی حادثہ کا نتیجہ اور غایت نہیں بن سکتے۔ البتہ حوادث مکان اور اس کے متعلقات کا نتیجہ ہو سکتے ہیں کسی واقعہ کا نتیجہ دراصل واقعہ کا خلاصہ ہوتا ہے خلاصہ کے یاد

آجانے سے کل کی صورت خود پیدا ہو جاتی ہے گزرا ہوا کل اول تو یاد نہیں آتا اور اگر اس کی کوئی خبر یاد آ بھی جاتی ہے تو وہ خلاصہ کی طرح کل پر حاوی نہیں ہوتی کسے شے کے جزو اور خلاصہ میں بہت فرق ہے۔ جزو کسی شے کے کلیت ظاہر نہیں کر سکتا کہ اس سے کسی کے وہ بھی استی ہو جاوے اس واسطے کہ جزو شے اپنی ذات کے لحاظ سے کسی شے کے کلی مطالب پر حاوی اور محتوی نہیں ہوتی برخلاف اس کے خلاصہ بہ لحاظ ذات اپنی کے کلام یا واقعہ کے کلی مقاصد اور مطالب کا محتوی اور محیط ہونا ہے جس سے انسان کی لو پرے طور پر تسکین اور تسلی ہو جاتی ہے۔ فاضل

## بیان سبب و تاثیر

سبب اور تاثیر سے بھی جنالی سلسلہ قائم ہو جاتا ہے پہلے اس کے سبب اور تاثیر کے بابت بحث کی جاوے ضروری اور مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سبب اور تاثیر کے تعریفیں اور حدود بیان کئے جائیں۔ یہ دو نولفظ اپنی تعریفوں اور حدود کے لحاظ سے ایک دال اور طویل بحث چاہتے ہیں۔ علمائے منطقی اور اہل فلسفہ نے ان ضروری لفظوں کی بابت خوب غم کر بحثیں کی ہیں یہاں تک کہ حکیم بالزکاء فرمائی ہے اس بارہ میں حد اگانہ ایک دال اور مستقل رسالہ لکھا ہے اور اس میں ان دو نولفظوں کے بابت خوب زور سے بحث کی ہے۔ سبب شیئوں اور کاموں کے ایسے جزو و کسانام ہے جن پر شیئوں اور کاموں کا انجام یا نامنصر اور موقوف ہو کام کی صورت اور سمیت ہی اس وقت نکلتی ہے کہ جب اس کی سبب پیدا ہو جاوے یہ بات بحث طلب ہے کہ آیا شے مقدم ہے یا سبب شے میرے خیال میں من حیث الذات شے مقدم ہے۔ اور من حیث النتیجہ سبب شے

کسی شئی کی ذات کا بلا اسباب پایا جانا ہو سکتا ہے لاکن کسی شے کے نتیجہ کا بلا اسباب پیدا ہونا ایک ناممکن امر ہے ذات شی اور شی ہوا اور نتیجہ شے اور شی جب تک اسباب ضروریہ پیدا نہ ہوں اور وقت تک نتیجہ شے کا پیدا ہونا ایک ناممکن امر ہے۔ یہ بات بھی بحث طلب ہے کہ آیا اسباب شے کے خواص میں داخل ہیں یا عوارض میں۔ حکیم اکرام الدین مصری شافعی شفا و اشارات کا یہ مذہب ہے کہ اسباب شی شے کے عوارض میں داخل ہیں اور اسکے نزدیک ذات اور خواص ذات مراد وہ ہیں۔

حکیم محمد اشرف دمشقی نے بوعلی اور ابو انخیر کے مختلف تصنیفوں پر نظر یعنی ریو یو لکھے ہیں اسباب شی کو خواص شی قرار دیتے ہیں اور غم میں ذات اور خواص ذات دو سلسلہ شیعین ہیں ذات تو حقیقت شی کا نام ہے اور خواص حقیقت شی کے ضروریات کو کہتے ہیں جن باتوں کو کسی ذات کی ضروریات سے موصوم کرتے ہیں دراصل وہ ہی باتیں اسباب ہیں عوارض ایک ایسے صورتوں اور حالتوں کا نام ہے جو حقیقت شی کی ضروریات میں محسوس نہیں ہوتی۔ ضروریات حقیقت شی اور صورتوں کا نام ہے جبلی مشارحت سے غایت حقیقت شی ظاہر یا پوری ہوتے ہے اور گویا جنہر انکشاف اور افشاح حقیقت شے موقوف اور منحصر ہے سبب و قسم پر ہیں مستقل۔ اور غیر مستقل۔ شق اولے میں وہ اسباب داخل ہیں جو قدرتی اور طبعی تقاضا سے بلا کسی قسم کے توجہ اور تحریک انسانہ کی وقتاً فوقتاً پوری ہوتی رہتی ہے۔ اور شق ثانیہ کے وہ سبب ہیں جو انسانوں کے توجہ اور تحریک سے واقعہ ہوتی ہیں۔ جبوقت اسباب شی من حیث اسمل اپنا دورہ پورا کر لیتے ہیں اور ان سے ایک اثر سے

صورت پیدا ہو جاتی ہے تو اس وقت او کو لفظ تاثیر سے موسوم کرتے ہیں حکیم و ناب الدین شیرازی کا قول ہے کہ دراصل تاثیر اسباب کے آخری عمل کا نام ہے۔ جب کسی شے کے اسباب میں حیثیت العمل ختم ہو جاتے ہیں اور ان سے ایک خاص صورت نکل آتے ہے تو اس وقت او کو تاثیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ محقق ناصر الدین طوسی کا تاثیر کے بابت یہ مذہب ہے کہ تاثیر دراصل حقیقت شے کے ظاہر ہونیکا نام ہو آفتاب کی یہ تاثیر ہے کہ شیون پر اپنے ذاتی تمازت اور حرارت اور روشنی کا پر توڑالے اور یہ تینوں قوتیں معنی تمازت اور حرارت روشنی ذات آفتاب میں داخل ہیں۔ محقق مذکور کے نزدیک۔

تاثیرات شے کو اسباب شے کو کچھ علاقہ نہیں اور نسبت نہیں البتہ اسباب شے تاثیرات شے کو ظاہر کر دیتے ہیں۔ مسئلہ تاثیر کی بابت یہ بات بھی بحث طلب ہے کہ آیا عمل اسباب شے کے ساتھ ہی تاثیر شے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہے یا ایک بعد ختم دورہ عمل اسباب شے میرے خیال میں شروع عمل اسباب سے ہی تاثیر شے ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہے جیسا عمل ہوتا جاتا ہے اوسیمقدار پر تاثیر ظاہر ہوتا ہے۔ آگ کے یہ تاثیر ہے کہ اپنی ذاتی حرقت اور حرارت سے دوسرے اجسام کو جلا دے کسی دوسرے جسم پر جب آگ کا عمل شروع ہوتا ہے ساتھ ساتھ ہی اوسکی تاثیر النار میں سے سوختگی اور حرقت ظاہر ہوتی جاتی ہے آگ کے اس عمل اور حالت سے قرآن کریم پڑتا ہے کہ عمل اسباب کے ساتھ ہی جزوی طور پر شیون کے تاثیر ظاہر ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ حسب طرح پر قرب زمانی اور مکانی وغیرہم سے سلسلہ حیالات بندہ جاتا ہے اسطرح سبب اور تاثیر سے سلسلہ حیالات

کا صیغہ شروع ہو جاتا ہے۔ جسوقت انسان حسن مشترک وجود جس منہ کی ذریعہ اور  
 وساطت سے اشیاء اور امورات کے اسباب یا تاثرات کو دیکھتا ہے اس  
 وقت اس کے دلیلیں ذوات شئی کا خیال پیدا ہو کر صانع اور موجد ذوات  
 بہت پہنچ جاتا ہے کہہ ہی اس کے خواص پر لحاظ کرتا ہے اور کبھی عوارض پر  
 کبھی اس کے مشابہات پر اور کبھی غیر مشابہات پر اسباب کے دیکھنے سے ذوات  
 شئی اور سبب کا بڑی آسانی اور سہولت سے خیال پیدا ہو جاتا ہے اور اس  
 لئے اس کو اسباب سے واسطے درجہ کی مشابہت حاصل ہوتی ہے۔

تبہ ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ نتائج اسباب اور تاثرات وجود اسباب اور  
 دیگر تاثرات کے خیالات کو پیدا کر دیتی ہیں۔ جیسا کہ وہ ب کے دیکھنے سے  
 آفتاب کے طلوع پر استدل لایا جاتا ہے یا وہ بھین کے نکلنے سے آگ کا  
 وجود خیال کیا جاتا ہے جیسی اور تاثرات اپنی ذاتی وسعت کے  
 لحاظ سے اور حقوق کی نسبت سے ایک صورتوں اور حالتوں پر ختم ہوتی  
 ہیں۔ اور ان کا سلسلہ سبب پر ختم ہوتا ہے گویا ایک سلسلہ کے  
 ابتدائی حالات سے آخری حالات معلوم ہو جاتی ہیں۔

### مقدمہ دوم

انسان کی قوت متخیلہ میں یوم ولادت سے ہی خیالات کا ایک ایسا  
 سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ تیسرے دم تک قائم و ثابت رہتا ہے انسان کو  
 خواہ کسی قسم کی غنیمت اور خوشی لاحق ہو اور اس کو سر پرستی ہی مصیبتیں  
 اور تکلیفیں محیط ہوں وہ کسی ہی کام اور شغل میں مشغول اور مصروف ہو  
 اس سلسلہ میں کسی قسم کا منہرق اور انقلاب واقعہ نہیں ہوتا دم نزع  
 بہت کماتسل جاری اور ساری رہتا ہے ہم بہتیرا چاہتے ہیں کہ کبھی

وقت دم بھر کے لئے یہ سلسلہ ٹوٹے اسمین بھی کمزوری واقعہ ہو مگر ٹھہر  
 نہیں ہو سکتا۔ البتہ یہ طبعی سلسلہ ہوا سکے انقراض کی عواطف کو شش کرنا لازماً  
 گاؤ کو توڑنا ہے۔ ہم کسی ہی غم اور مصیبت میں گرفتار اور مبتلا ہوں  
 ہمارے خیالی سلسلہ کی چکی چلتی رہتی ہے۔ و اسٹن صاحب کا قول ہے  
 کہ انسانی قوت خیالیہ کو خدا نے کوئی ہوئی گھڑی کی مانند پیدا کیا ہے  
 جب دیکھو روان ہی نظر آئیگی ہم جب کسی سخت اور مہلک بیماری میں ماخوذ  
 ہوتے ہیں تو باوجود ایک سختی اور تکلیف کے ہماری قوت متخیلہ خیال  
 و خیال پیدا کرتی جاتی ہے۔ ہم بہتیرا زور دیتے ہیں کہ خیالی فنتاں  
 فرق آوے اور کوئی دم دم لے مگر کچھ اثر نہیں ہوتا اگر ایک شخص کے ساتھ  
 بڑی توجہ سے کسی قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ تو دوسری طرف سے اور ہی  
 قسم کے خیالات پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ سونیکلی حالت میں بھی قوت خیال  
 کی رفتار میں کچھ فرق نہیں آتا بیداری سے بھی زیادہ چلتی ہے۔ خوابوں کا  
 دیکھنا اس کی کارروائی ہے جب انسان سو جاتا ہے تو اس کی قوت خیال  
 باعث آرام پائیکلی جو حالت بیداری میں مستمر نہیں ہوتا طرطر جکی خیالات  
 پیدا کرتی ہے یہ بات بحث طلب ہے کہ آیا خواب کی حالت میں جو خیالات  
 پیدا ہوتے ہیں بیداری کی خیالات کا عکس ہوتے ہیں یا نئے طور پر پیدا  
 ہوتے ہیں۔ بہتوں کا یہ مذہب ہے کہ بیداری کی خیالات کا عکس ہوتے  
 ہیں۔ بیداری کی حالت میں قوت متخیلہ نے جو خیالات جو اس حتمہ اور  
 مشترک کے ذریعہ سے محال کہہ سکتے ہیں خواب میں ان کی شکلیں اور  
 صورتیں اونے تعمیر کے ساتھ نمودار ہو جاتے ہیں۔ بہتوں کا قول ہے  
 کہ کچھ خیالات بیداری کے خیالات کا نمونہ اور عکس ہوتے ہیں

اور کچھ نئے طور پر ظاہر ہوتے ہیں جس طرح پر قوت خیالیہ بیداری میں بلا  
بد جس مشترک و عوامی خمسہ بعض خیالات کو پیدا کر سکتی ہے اسی طرح  
خواب میں بھی بلا عوامی خمسہ اور جس مشترک پیدا کر لیتی ہے۔

متسل خیالات کی صورت میں ایک عمر ان وارد ہوتا ہے کہ آیا خیالات  
کا سلسلہ صورت پذیر ہوتا ہے تو پہلی خیالات جو قوت متخیلہ کو حاصل ہوتے  
ہیں قائم رہتے ہیں یا زائل ہو جاتے ہیں اگر کہو کہ زائل ہو جاتے ہیں تو

پھر بعد از الت یا دیکھو ان آجاتے ہیں۔ جواب اس کا یہ ہے کہ جو  
خیال ایک دوسرے خیال کے بعد پیدا ہوگا اس کی حیثیت ذاتیہ ۳ حال میں  
خالی نہ ہوگی یا تو پہلے خیال سے زور آور ہوگا یا کم زور یا مساوی اگر

زور آور ہوگا تو پہلا خیال اس کا محکوم ہو جائیگا۔ ماکم اور محکوم میں تفاوت  
کا ہونا مشکل ہے اور اگر کم زور ہوگا تو خود محکوم ہو کر رہیگا سو یہ پہلی صورت  
کا حکم ہے اور اگر مساوی حیثیت ہوگا تو ایک ذات ہو جائیگا اور دوسری

بہم کہتے ہیں کہ جب قوت خیالیہ خیالات کو قبول یا پیدا کرتی ہو تو اونکو نمبر وار  
قوت حافظہ کے سپرد کرتی جاتی ہے اور قوت حافظہ باطنی حیثیت کہ وہ  
طبعی طور پر ایک دیانت دار محافظ اور محاسب کا رتبہ رکھتی ہے اور خیالات

کو جنکو قوت خیالیہ نے سپرد کیا۔ ایک ہوشیاری اور داننداری کے  
اپنے خزانہ میں بطور مستودعات جمع کر لیتی ہے۔ جبکہ قوت خیالیہ  
اپنے خیالات کو خواہ وہ عوامی خمسہ اور جس مشترک کے ذریعہ سے

حاصل کئے ہوں یا خود پیدا کئے ہوں بطور امانت کے  
قوت حافظہ کے سپرد کر دیتی ہے اور قوت حافظہ اونکو اپنی طبعی  
خزانہ میں جمع کر لیتی ہے تو پھر اسے من مذکور طریق پر وار د ہو سکتا ہے

اوس صورت میں درود اعتراف مذکور کا اندیشہ تھا کہ قوت خیالیہ خیالات کو اپنے ہی پاس رکھتی۔ بہت خیالات زائل بھی ہو جاتے ہیں اور کسی عارضی سبب سے باعث عادتہ یا دھبی آ جاتے ہیں خیالات زائل شمع کا عادتہ یا آ جانا ناممکنات سے نہیں ہے عیا نرا چہ بیان۔

## باب چہارم

ہر ایک انسان کو دو قسم کے امراض اور عوارض لاحق ہوتے ہیں۔ جسمانی۔ اور۔ روحانی۔ اور انہیں دو قسموں سے قوت حیالیہ متاثر ہوتی ہے اگرچہ تمام عوارض اور تاثیرات کا بیان ایک طوالت چاہتا ہے مگر بالاختصار چند صورتیں بیان کی جاتی ہیں۔

## ممبر اول

قبل اسکو کہ اصلی مدعا کو شروع کیا جاوے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوس بحث کو جو جسمانی اور روحانی امراض کی بابت کیا کرتی ہیں مصلعین اور ناظرین کتاب مذکور دیکھیں کیا جاوے۔ اس امر میں مدت سے بحث چلی آئی ہے کہ آیا جسمانی عارضوں کی تاثیرات روحیہ متاثر ہوتی ہیں یا نہیں۔ اور علی ہذا القیاس روحانی عارضوں کی تاثیریں جسم پر اثر ڈالتی ہیں یا نہیں حکیم النفس کا خیال ہے کہ جسم کے عوارض جو چہ اور روح کے عوارض اور امراض جسم پر مساوی طور پر متاثر ہوتے ہیں سب جسم کو کوئی مرض اور عارضہ لاحق ہوتا ہے تو روح کو ف ہوجانی ہو اور حیثیت کو چشم زخم پہنچتا ہو تو جسم متاثر ہوجاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان کے خیال میں جسم اور روح میں ایک ایسا لطیف تعلق اور رابطہ صانع کل نے رکھ دیا ہے کہ جو ایک کو دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک اور سا بھی بنا دیتا ہے دیکھو جب ہمارے جسم کو تھوڑی سے بھی تکلیف پہنچتے ہیں

تو ہمارے جس قسم کے اضطراب اور بے قراری میں گرفتار ہو جاتی ہے  
 علیٰ ہذا القیاس جب روح کو کچھ تکلیف اور اذیت پہنچتی ہو تو ہمارے جسم  
 اور بدن متاثر ہو جاتا ہے اگر جسم کو تھوڑا سا بھی فکر اور غم ہوتا ہے تو ہمارا  
 بدن اور جسم سو کہہ کر کانٹا ہو جاتا ہے۔ اٹھج پر جب ہمارا جسم اور بدن  
 آرام اور راحت میں ہوتا ہے تو روح بھی بہ آرام رہتی ہے اور علیٰ ہذا القیاس  
 جب روح کو سانس اور خوشی حاصل ہوتی ہے تو جسم بھی ایک صحت اور  
 تندرستی میں رہتا ہے جو اس کے واسطے ایک آرام و سانس ہے۔  
 حکیم بوعلی کا قول ہے کہ دراصل جسم اور بدن پر کوئی عارضہ اور مرض  
 اثر نہیں کرتے جو کچھ اثر ہوتا ہے روح سے ہی مختص ہے عارضہ اور  
 مرض کی تعریف یہ ہے کہ اس سے مرض کو کسی قسم کی تکلیف اور گزند  
 پہنچی جسم کو اس وقت تک تکلیف معلوم ہوتی ہے کہ جب تک اس میں  
 روح قائم ہے جب روح نکل جائیگی کوئی عارضہ اور مرض اثر نہ کرے گی جب کہ  
 جسم روح کے ہونے سے ہی مایوس اور متاثر ہو جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ  
 وحقیقت سب عوارض لاحقہ روح پر ہے اثر کرتے ہیں۔ اگر ہم ان کی  
 اعضا میں سے کوئی عضو کاٹ دیں گے تو اس پر کسی قسم کا عارضہ اور  
 مرض اثر نہیں کرے گا حالانکہ اس کے متشاہد اعضا پر جو اپنے طبعی حالت  
 پر قائم ہیں برابر اثر ہوتا ہے اس سے ہم ایک زور کے ساتھ استدلال  
 کر سکتے ہیں کہ عوارض اور اس میں کا اثر روح کے ساتھ ہے مختص ہی  
 جسم و ف ایک قالب ہے اس کو روح کے ساتھ کیا خصوصیت  
 ہے انتھے۔ حکیم علوی خان کہتے ہیں کہ نہیں ان کے جسم میں  
 بھی ایک تسر کہتی گئی ہے جس سے ان دکھ اور درد معلوم

کر سکتا ہے کہ روح بجای خود جسم کے حقیقت اور جزو اعظم ہو اور اس پر  
 پر جسم کی بقا منحصر ہے مگر بجائے خود جسم کو بھی ایک تس حاصل ہے جس سے  
 امراض اور عوارض کے تاثرات کو قبول کر سکتا ہے اس لئے  
 میرے خیال میں بلحاظ حقیقت ان کے حکیم بوعلی کا قول مستربین  
 صحت معلوم ہوتا ہے اور میں اس امر کو ایک معقول اور صحیح امر خیال کرتا  
 ہوں کہ اصل میں عوارض اور امراض کے تاثیرون کی مدد کہ روح ہی ہے  
 ہم ہر ایک ذبیح اور ان کو اسی حالت میں ذبیح اور ان کہ سکتے ہیں  
 کہ جب اس میں روح موجود ہو اگر ان کا اطلاق جسم پر ہے  
 ہو سکتا ہے تو ضرور ہے کہ ہم بہت سے بہتر کے تصور ورن کو بھی  
 ان کہ ہمیں اگر بدن اور جسم میں بھی کوئی حسی مادہ ہوتا تو لازم تھا کہ  
 بعد بلجائے روح کے ثابت اور قائم رہتا کیونکہ وہ تو روح سے الگ  
 اور جدا تھا صرف جسم کے ساتھ ہی خاص تھا ضرور تھا کہ ابتدائی حالت کی  
 طرح کہ جب جسم میں نئی نفسی جسم کے ساتھ قائم رہتا مگر بعد نکلنے روح کے جسم  
 میں کوئی حسی مادہ نہیں پایا جاتا اس سے ہم استدلال کر سکتے ہیں کہ جسم میں  
 کوئی حسی مادہ مخلوق اور موجود نہیں ہے انسان جو جسم اور بدن کی وسط  
 سے امراض اور عوارض کی تاثیرون کو معلوم کر لیتا ہے حقیقت میں وہ  
 روح ہے کہ ذریعہ سے معلوم ہوئے ہیں جب ان کے جسم پر کسی جسم  
 کی چوٹ لگتی ہے تو وہ روح پر ہے لگتی ہے جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے  
 تو روح کو ہی پہنچتی ہے روح کے نکلنے کے بعد اگر جسم کو ہزاروں  
 متواریں ماریں خبر بھی نہیں ہوتی۔ جب کسی آدمی کا کوئی عضو محدود رہتا  
 اور اس سے روح الگ نہ نکل جاتی ہے تو اس عضو کو کسی قسم کی تکلیف اور درد نہیں

معلوم نہیں ہوتا۔ مان یہ بات ضرور ہے کہ بعض امراض و عوارض بذریعہ ہم  
 روح پر موثر ہوتے ہیں اسی واسطے بعض امراض کو جسمانی امراض کے نام کے  
 مہسوم کرتے ہیں ہم نے بھی اسی واسطے عوارض اور امراض کو دو قسم پر تقسیم کر دیا  
 ہے امراض اور عوارض جسمانیہ سے وہ امراض مراد ہیں جو بواسطہ جسم روح  
 پر اثر کرتے ہیں اور روحانی سے وہ عوارض مراد ہیں جو محض روحانی  
 طور پر موثر ہوتے ہیں۔ ذریعہ اور وسیلہ ہونا اور صورت ہے اور  
 بذاتہ جسے امر کا مستقیم ہونا اور حالت۔ قوت حیالیہ جس قدر  
 امراض اور عوارض موثر ہوتے ہیں ان کا شمار اور ہمارا ایک مشکل امر  
 ہے مگر مختصر طور پر چند حالتیں اور صورتیں معرض تحریر میں لائی جاتی  
 ہیں۔ جن سے دوسری صورتوں کی حالت اور مقدار بھی معلوم ہو سکتا  
 ہے۔ قوت حیالیہ بالعموم صورت مند رتبہ ذیل کے حدوث سے متاثر اور  
 ماور ہو جاتی ہے۔ ۱۔ مہر کو کسی قسم کے اذیت اور تکلیف پہنچو ہے  
 ۲۔ مغز میں مرض پیدا ہو جانے سے۔ ۳۔ ایسی بیماریوں کی حدوث  
 سے جو کلا یا جزاً اپنے اثرات کو دماغی طاقتوں تک پہنچا سکیں یا جو  
 کم یا زیادہ دماغی طاقتیں مست ذی ہوں۔ ۴۔ اکل و شرب کے عدم  
 اعتدالی اور بدھیرینزی سے۔ اول جب کسی آدمی کے سر کو  
 جو عصبانہ، رئیسہ ہیں سے ہر کسی قسم کی تکلیف یا اذیت پہنچتی ہے  
 تو باعث کہ قوت حیالیہ مغز میں قائم ہوتی ہے اس پر بھی اثر ہو جاتا  
 ہے اور اس طبعی رفتار اور تیزی میں جو خدا نے اوس میں رکھی ہوتی  
 ہے ایک منہرق پیدا ہو جاتا ہے جس سے خیالات کی وسعت اور  
 مقدار کی حالت دیگر گون ہو جاتی ہے اگر کسی امر کی نسبت قوت متعجب

مستوجب ہوتی ہے تو ایک بقیہ راری اور اذیت کی صورت پیدا ہو جاتی ہے ہر چند آدمی کو شمش اور سعی کرتا ہے کہ اپنے خیالات کو وسوسہ لائن کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو وہ اور غور سے ایسی نازک حالت نمودار ہوتی ہے کہ انسان اوس سے بالکل تعلق قطع کر لیتا ہے۔ جب آدمی کا مستاذی اور اذیت زدہ ہوتا ہے تو قوت خیالیہ کو اس حد تک متاثر کہ وہ اوس میں داخل اور شامل ہے ساتھ ہی اذیت پہنچ جاتی ہے اور اس کی اصلی رفتار میں فرق اور انقلاب واقع ہو جاتا ہے۔ مستاذی ہونے کی صورت میں قوت مذکور اپنی ذاتی وسعت کے اظہار پر کام یاب نہیں ہو سکتی۔ اور انسان کو کئے قسم کے منافع کا تحمل ہونا پڑتا ہے۔ دوم۔ بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کے مغز میں کوئی عارضہ لاحق ہو جاتا ہے اور اس سبب سے قوت خیالیہ کی تیزی اور رفتار میں فرق آ جاتا ہے۔ ایسا عارضہ سے قوت مذکور کے طبعی اور وحشی کارروائی میں بہت عجبی فرق آتا ہے اور اس طرح کہ مغز میں ہی قوت مذکور کا محل ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی شے کا محل موقوف ہو جاتا ہے تو شے کو بھی اذیت پہنچتی ہے حال اور محل میں ایک ایسی نازک نسبت ہوتی ہے جو تھوڑی سی تغیر اور تبدل کے ساتھ ہی موثر اور ظاہر ہو جاتی ہے اور اس سے حال کی اصلی صورت اور حالت میں فرق آ جاتا ہے جو جب انسان کا مغز موقوف اور متاثر ہو جاتا ہے تو قوت خیالیہ نسبت اور عارضوں اور مریضوں کے نہایت ناقص اور خراب حالت میں مبتلا ہو جاتی ہے کیونکہ یہ عارضہ اوس سے بہت ہی قریب ہوتا ہے کو یا اوس کی خاص ذات میں داخل ہوتا ہے قرابت عارضہ کو باعث طرح طرح کے استہین اور

حسہ انہیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ انسان ہر ایک خیال کے قبول اور پیدا کرنے سے ناچار اور مجبور ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر رینگر کا قول ہے کہ جب انسان کا مغز کسی عارضہ کے سبب مآؤف ہوتا ہے تو اس میں ایک نا طاقتی اور تحلیل پیدا ہو جاتا ہے جس باعث محسوسات کا عمدہ طور پر نقش نہیں بنتا۔ اور نہ انسان کی قوت خیال سے مشترک اور حواسِ خمسہ کے ذریعہ سے محسوسات اور صورت کے اقبال کی جانب میل ظاہر کرتی ہے۔ انسان ہر ایک خیال کو بارگراں سمجھتا ہے اور نئے سی بات بھی ناگوار گزرتی ہے تنہا ہی اور خاموشی کو دل سے پسند کرتا ہے تاکہ آفت زدہ مغز کو صدمہ اور تکلیف نہ پہنچے۔

سوم ۳۔ ماسوائے دماغی عارضوں اور امراض کے اور عارضوں اور مرضوں سے بھی بذریعہ دماغ قوت خیالیہ مآؤف اور متاؤفی ہو جاتی ہے بقول ڈاکٹر رینگر کے کوئی ایسا عارضہ اور مرض نہیں ہے جو کلاً یا جزاً دماغ کو متاثر نہ کرے دماغ اور عصب کا آپس میں ایک ایسا واسطہ اور تعلق ہے کہ عصب بد کو حرارت سے ہوتا ہے جو سطح حرارت سے بد کو اطلاع اور خبر ہو جاتی ہے اس واسطہ پر کسی عصب کے مابین دماغ متاثر ہو جاتا ہے دیکھو جب انسان کو تپ چڑھتی ہے دماغ کو شش قسم کی تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے پہرہ پہن کر اس سے گرمی نہیں۔ خیالات کا بذریعہ حواسِ خمسہ قبول کرنا اور اپنے طور پر پیدا کرنا تو دوسری بات ہے اپنے ذات اور بدن کی خبر نہیں رہتی عصب ہذا الفیکس اور مرض بھی اس قدر نقصان رسان اور سخت پیدا ہو جاتی ہیں کہ دماغ بالکل متاؤفی اور مآؤف ہو جاتا ہے اور قوت مذکور خیالات کے اقبال یا پیدا کر نیسہ عاری ہو جاتی ہے حکیم علونجان اپنی یادداشت میں۔

کہتے ہیں کہ جب انسان کے اعصاب میں ماسوائے دماغ کے کوئی مرض اور  
 بیماری پیدا ہو جاتی ہے تو دماغ بواسطہ شرائن اور اعصاب مآوف اور  
 متاؤی ہو جاتا ہے۔ اور مغز کی حالت ایک اتر جاتی ہے اس  
 سبب سے جتنی قوتیں اور طاقتیں دماغ میں یا اسکے متصل ہونے میں  
 یا اس کے کسی قسم کا علاقہ اور واسطہ رکھتے ہیں متاؤی اور مآوف ہو کر  
 اپنی ذاتی اور طبعی کارروائی سے رہ جاتے ہیں۔ چہارم عدم الاعتدال  
 اور بد پرھیزی سے بھی قوت خیالیہ اپنی صحت کی پٹری سے اتر جاتی  
 ہے اور آدمین ایک ایسی خرابی ملہور پذیر ہوتی ہے کہ عمدہ خیالات  
 کی جگہ رتوی اور واہی خیالات کو پیدا کرنی لگ جاتی ہے اور اس قدر  
 سست اور کابل ہو جاتی ہے کہ معقول اور ضروری خیالات کا قبول  
 یا پیدا کرنا ایک لغو فعل خیال کرتی ہے بہت سی ایسی عذائیں اور اطمینان  
 جو بالذات اپنی تاثیرات اور امر جبہ کے لحاظ سے طبائع انسانیتہ مخصوص  
 دماغی اور مضرا و نقصان نرسان ہیں ان کو کہا نہیں سنا کی دماغی طاقتوں کو ضرر اور  
 نقصان پہنچتا ہے اور دماغی طاقتوں کو منقص ہو نہیں سکتا و دماغیہ مآوف  
 اور متاؤی ہو جاتی ہیں حکیم جالینوس کا قول ہے کہ جب ان بری غذا میں اور اطمینان  
 لہتا ہو تو ان کی تاثیرات دماغی طاقتوں کو بہت جلدی ضرر اور نقصان پہنچاتی ہیں اور  
 وہ ضرر رفتہ رفتہ تمام دماغی قوتوں میں بٹ جاتا جس سے قوتیں مآوف ہو جاتی ہیں۔  
 جیسا خراب اور مضر غذاؤں کو کہا نہیں دماغ کے ذریعہ سے دماغی طاقتیں  
 متاثر ہو جاتی ہیں اس طبعیہ عمدہ غذاؤں کی کمی یا زیادتی سے دماغ کو نقصان  
 پہنچتا ہے جب کوئی آدمی بغیر عمدہ غذاؤں کی کمی یا زیادتی سے گزر کر استعمال میں  
 لاتا ہے تو اس سے بھی بجائے فوائد کے نقصان اور مصد بہی حاصل

ہوتے ہیں غذا اوسی حد تک میندا اور عمدہ چینال ٹیسا سکتی ہے کہ جب اوسکو ایک اعتدال سے استعمال میں لایا جاوے حد اعتدال سے گزرنا کئی ایک طرح سے ایک تو غذا کا کم زیادہ کر دینا اور دوسرا اسکی پہلی قوت اور حالت کو خراب کر کے استعمال میں لانا جیسا کہ کسی غذا کی کمی اور زیادتی نقصان سان ہو اسی طرح اس کا اصلی حالت سے بگاڑ کر استعمال میں لانا مضر ہے۔ منبر دوم۔

حسب طرح جسمانی عوارض قوت خیالیہ پر مؤثر ہیں اسی طرح روحانی عوارض اور امراض وارہ ہوتے ہیں اگرچہ روحانی مرض بے اندازہ ہیں مگر انہیں سہ صرف چار مرض بیان کئے جاتے ہیں۔ غمی۔ زمانی۔ مکانی۔ صفاتی۔

### عوارض غمی کا بیان

قبل اسکے کہ غم کی تاثیرات کو بیان کیا جاوے مناسب معلوم ہوتا ہو کہ غم کی حقیقت اور تعریف کبھی جاوے۔ اہل فلاسفہ کے نزدیک غم اوس اندوہ اور حسرت کا نام ہے جسکو ساتھ رجا اور توقع نہ شامل ہو علماء فلسفہ ذہنی کا اس بارہ میں اختلاف ہو اور مقدار واقعہ اور صدمہ کے مقدار پر منحصر ہوتا ہے جیسا صدمہ اور موتہ ویسا ہی غم اگر واقعہ بڑا ہے تو علی ہذا القیاس غم بھی بڑا ہے اور اگر واقعہ چھوٹا ہو تو غم بھی چھوٹا ہے صدمہ دو قسم میں تقسیم ہے ایک صدمہ تو وہ ہو کہ ظاہری طور پر کسی اعضا سے مختص ہو جیسو گولی کا لگنا یا کسی مرض کا ہو جانا۔ اور ایک صدمہ وہ ہے کہ اب تو نہ ہو مگر کسی روحانی امر کے ہنوس صدمہ پہنچا ہو۔ شق اول کا صدمہ نسبت شق دوم کو معنوم کے حق میں زیادہ نقصان رسان نہیں ہے اور شق دوم کا صدمہ ایک بڑا صدمہ ہو اور اسکی کئی قسمیں ہیں مثلاً اول کے دو قسمیں بہت مشہور ہیں۔ سمعی۔ قیاسی۔ سمعی وہ ہے جو کسی کی ذریعہ سے کوئی ایسی بات سنی گئی ہو جسکی استماع سے روح متاثر ہو جاوے

اور قیاسی وہ ہے کہ اپنے طور پر کسی امر کے حسن و قبح کے بابت خیال کیا اور  
 باعث ادراک قباحت ششی قیاس کردہ کے روح کو ایک صدمہ پہنچا ہو۔  
 جب روح اور دل کو کسی قسم کا صدمہ پہنچتا ہے تو اس کا اثر دماغ کو بھی گہر لیتا ہے  
 اس باعث قوت متخیلہ مادہ ہو کر اپنی واجبی اور ضروری کارروائی سے روک  
 جاتی ہے غم ایک ایسا ناماد مرض ہے کہ انسان کی زندگی کی چلتی ہوئی گاڑی کو  
 بند کر دیتا ہے۔ قوت خیالیہ لطافت اور پاکیزگی کے باعث غم کے بڑے  
 اثر وں کو بہت جلدی اور آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور متنازع ہو کر  
 خیالات کے اقبال یا پیدا کرنے سے رہ جاتی ہے۔ حکیم ابو الحسن کا قول  
 ہے کہ جب انسان کو کسی قسم کا غم لاحق ہوتا ہے تو اس کی روح اور دل  
 اور دوسری قوتوں کے سامنے گویا ایک کثیف اور غلیظ بدلی پہا جاتی ہے  
 اس سبب تمام قوتیں اپنی واجبی اور ضروری کارروائی کے کرنیسہ متغیر ہو  
 جاتی ہیں مخصوص قوت خیالیہ جس کو ہر ایک وقت جو اس جمنسہ ظاہریہ کے  
 معاونت اور مددگار ہو نہایت ہی اتر حالت میں ہو جاتی ہے جو اس جمنسہ  
 غم کو ہٹا بلکل کارہ اور کمزور ہو جاتی ہیں کسی خیال اور صورت محسوسہ کو قوت  
 مشترک تک نہیں پہنچاتی۔ شب و روز غم لپیٹ ہی دھیان لگا رہتا ہے۔  
 البتہ غم کے خیالات اور صورتیں اکثر نمودار ہوتی رہتی ہیں جب کوئی مغموم سوتا  
 ہے غم میں ہی سوتا ہے اور جب اٹھتا ہے غم کی چادر ہی اوڑھتا ہے اور کھڑا  
 کسی دن کی صبح اور شام اسی نہیں ہوتی جو فرحت اور خوشی میں گزری۔  
 اوسپر کوئی ایسی گھڑی نہیں آتی جس کا کوئی منٹ بافرحت ہو افسوس اس پر  
 شخص کی زندگی عمون اور دکھوں میں ہے گزر جاتی ہے ان کی قوت خیالیہ  
 ہر چہ چاہتی ہے کہ عمون کو دور کر کے اور اور خیالات پیدا کرے اور جو اس

صنہ سے مدد لے مگر غمون کی آندھی کچھ نہیں کرنے دیتی

## عوارض زمانیکہ بیان

انسان کے قوت خیالیہ پر زمانوں کا تغیر تبدیل اور الٹ پلٹ بھی مؤثر ثابت ہوا ہے قبل از بیان آثار زمانہ ضرور ہے کہ اوس اعراض اور خدشہ کا جواب دیا جائے جو رو و آثار مذکور کی بابت کیا کرتی ہیں معترضین کا اعراض ہی کہ مثل فلاسفہ کے ماہرین اس امر کو مانتے ہیں کہ قوت خیالیہ شمس و قمر کی حیالات پیدا یا قبول کر سکتی ہے مگر یہ کہ مختلف حیالات کو مقبل اور موجد پر زمانوں کا تغیر تبدیل معلوم کرنا منجملہ خیالات مختلفہ کے ایک خیال ہے جسکو قوت متخیلہ نے ذاتی طور پر پیدا کیا جس کو دوسرے لفظوں میں یون تغیر کر سکتی ہیں کہ وہ قوت خیالیہ کا عرض لازمی ہے جبکہ زمانوں کا تغیر تبدیل قوت خیالیہ سے بالاسلام مربوط اور متعلق ہے تو اس صورت میں اوس کا قوت خیالیہ پر مؤثر ہونا مدلل نہیں ہو سکتا کیونکہ عوارضات شئی خواہ لازم بالذات ہوں خواہ عارض بالذات ذات شئی پر کسی صورت میں مؤثر نہیں ہو سکتی۔ الجواب ہم مانتے ہیں کہ قوت خیالیہ بذاتہ ہی حیالات کو پیدا کر سکتی ہے لیکن معترض صاحب کا یہ قانون کہ زمانوں کا تغیر تبدیل عرض لازمی ہونیکے سبب قوت خیالیہ پر مؤثر نہیں ہو سکتا ایک کمزور قانون ہے اگر معترض صاحب کو لفظ تاثیر کی تعریف معلوم ہوتی تو ایسا کمزور کلیتہ قائم نہ کرتی منظر فلاسفہ والوں نے اپنی اصطلاح خاص میں تاثیر کی اس طرح پر تعریف کی ہے کہ تاثیر ایک ایسی عمل کا نام جس سے کسی قوت کے موجودہ حالت میں کسی شے کا فرق اور انقلاب واقع ہو جاوے لہذا فرضنا کہ قبول معترض صاحب زمانہ کا تغیر تبدیل قوت خیالیہ کا عرض لازمی ہے تو بھی تعریف تاثیر کے رو سے کلیہ مذکور بالکل ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اوس عرض لازمیہ سے بھی قوت خیالیہ کے

موجودہ حالت میں کچھ نہ کچھ فرق آجاتا ہو فاذا وقع الفرق بین حالئہما  
 فثبت ان تاثیر العوارض علی خات الشئ متحقق کان کلی و جزیا  
 زمانو کو تغیر کو آثار اور پرتو کو ان کی قوت خیالیہ پر و طر حسیہ موثر ہو تو بین ایک بذریعہ قوت  
 سامعہ اور دوسری برسات قوت باصرہ جب طور پر ان کی پُرانی حالتوں اور  
 اوضاع اطوار میں اپنے طور پر یا کسی خارجی ریفاہ مرکب کی کوشش اور سعی سے  
 فرق آتا ہے تو اس وقت انسان کی قوت متخیلہ بذریعہ اور اکات الروح اور انکسلا  
 کی بابت خیال کرتی ہے اور اسکی حالت میں پیہ کی طرح ایک گزیش اور حرکت  
 پیدا ہو جاتی ہے جب کو حرکت منظر ابیہ سے موسوم کرتی ہیں گردش اور حرکت  
 کے کرتے کرتے قوت خیالیہ ایک ایسی مرکز پر آکر ٹھہر جاتی ہے کہ وہ مرکز یا تو  
 حالت منقلبہ کے بالکل موافق ہوتا ہے اور یا اوس میں جس بروی طور پر فرق  
 پایا جاتا ہے در صورت حامل ہونے پہلی صورت کو ان کی قوت خیالیہ  
 بالکل حالت منقلبہ کے موافق کارروائی کرتے ہے اور در صورت  
 پیدا ہونے دوسرے صورت کے قوت مذکور کے کارروائی  
 متذبذب ہو جاتی ہے لکن میلان کے حالات جدید کی طرف ہی ہوتا  
 ہے اس واسطے کہ حالت جدید بہ خواہے کل جدید لذید منطوب  
 طبائع اور مرغوب افرجہ ہوتی ہے۔ بذریعہ قوت باصرہ قوت خیالیہ پر  
 اس طریق سے آثار تبدیل ازمنہ صادر اور واقعہ ہوتی ہیں کہ جب انسان لوگوں  
 کے پرانے اور دیرینہ حالتوں کو اپنی آنکھوں کو سامنے متغیر اور متبدل دیکھتا ہے  
 اور یقین کرتا ہے کہ دنیا کے لوگوں کے حالات اور اطوار اوضاع کی پُری پُری  
 جگہ سے اوکھڑ کر ایک نئی جگہ پر قائم ہوئی ہے تو اسکی قوت خیالیہ اپنی خیالی حالت پر  
 بڑی احتیاط اور دوراندیشی سے نظر اور غور کرتی ہے اور دیکھتی ہے کہ میرے

طبعی خزانہ میں پُرانے مستم کے خیال کا سکہ بھی موجود ہو یا نہیں جب اپنی طبعی خزانہ کو پُرانی طرح کے خیالی سکون سے معمور اور بہرہ ور پاتی ہو تو اس کی حالت میں ایک طبعی گردش اور تجدید ہوتی ہے جس سے حسب مقدار گردش اور وزن حرکت کبھی ایک حالت اور کبھی دو حالتیں پیدا ہو جاتے ہیں یا تو بالکلیت نئی حالت کے مطابق کارروائی کرتی ہے اور یا اضطراب کے حالت میں رہتی ہے مثل فلاسفہ کے ماہرون کا قول ہے کہ زمانہ کا اولٹ پلٹ ہر ایک شخص کے قوت خیالیہ پر اثر کرتا ہے لیکن بعض لوگوں کی قوت خیالیہ میں جو انقلاب واقع نہیں ہوتا اسکا یہ باعث نہیں ہے کہ نئے زمانہ کی حالت نے کچھ اثر نہیں کیا بلکہ یہ موجب ہے کہ ان کے قوت خیالیہ بعض اسباب کے باعث زمانہ کے نیو پوسی کے قبول کر سنبھلا ہر نہیں کر سکتے عدم اظہار نئی حالت سے یہ لازم نہیں آتا کہ زمانہ نے ان کے قوت خیالیہ پر اثر نہیں کیا۔ نیچے کی واضح مثال دیکھو اور تسلی کرو۔ مثال۔ اگر کسی کثیف یا غلیظ کپڑے کو کسی لطیف عرق یا کسی دوسری شے سے تر کیا جاوے تو غلاترین باعث کثافت اور غلاظت کپڑے کے وہ عرق وغیرہ معلوم نہ دیکھا یعنی اسکی حیثیت حقیقی اور اثر تام ظاہر نہیں ہوگا گو اس کپڑے میں ظاہر طور پر عرق وغیرہ کا نشان نہ ملے مگر ہم ذات عرق کے حقوق سے انکار نہیں کر سکتے۔

### عوارض مکانی کا بیان

جب طرح پر عوارض زمانی قوت متخلفہ کے طبعی حالت پر اثر کرتے ہیں اسی طرح پر عوارض مکانیہ مؤثر ہیں جب آدمی اپنے مکانوں میں بود و باش رکھتا ہے تو اسکی روح اور دل فرحت اور خوشی کی باعث ایک اعتدال پر قائم ہوتی ہے اور اسکی ذریعہ قوت خیالیہ ایک وسعت اور عمدگی سے خیالات کو قبول

یا پیدا کرتی ہے اور جب آدمی کثیف یا خراب مکانوں میں بود و باش کرتا ہے تو اسکی قوت متحیدہ مکان کی کثافت اور غلاطت کو باعث کثیف اور غلیظ ہو کر اپنی طبعی فالقہ کے پورا کرنے میں روک جاتی ہے مکانی غلاطت اور سکو مجبور کر دیتے ہے کہ کثیف خیالات پیدا کرے چھروٹی کے رہنے والے اسیواسطو بد خیال اور بد اخلاق ہوتے ہیں کہ اون کے سکونتی مکانات کھایت خراب اور ناقص ہوتے ہیں اونکی تمام عاداتیں اور خیالات اپنے مکانوں کے وضع پر ہے کثیف اور مکدر ہو جاتے ہیں اگر اون کو اون خراب اور غیر مصفا مکانوں سے نکال کر عمدہ مکانوں میں بسایا جاوے تو یقیناً اونکی خیالات اترے اور خرابی کے نامبارک جہیز پرے سے بوریابندھا اٹھا معقولیت اور عمدگی کے مبارک بنگلوں میں بسیر کریں اور اون کے غیر مہذب حالت مہذب اور شایستہ بن جاوے۔ اگر کوئی اعتدال رہن کرے کہ مکانی کثافت قوت خیالیہ پر بذریعہ روح کیونکر موثر ہو جاتی ہے کیونکہ مکان کے غلاطت اجزائے مکان سے ہے خاص ہے اسکو ہماری روحوں سے کیا نسبت جواب اسکایہ ہے کہ گو مکانی کثافت مکانی جنرون سے ہی خاص ہو مگر اس بات کو ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ انسانکی روح ایک مصفا شیشہ کی طرح جو سطح پر شیشہ میں مکان کے نقشہ اور صورت کا عکس او ترا تا ہے اسبطر حیرات الروح میں مکانی کثافت عکس ہو جاتا ہے۔ قطع نظر مکانی کثافت کے جب آدمی کستی نگ مکان میں بھی بود و باش اختیار کرتا ہے تو ہزاروں طرح کی حسرتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ انگریزی ڈاکٹروں نے مکانکی صفائی اور لطافت کو صحت انسانکا جزو اعظم خیال کر رکھا ہے اپنے کہانی اور دوسرے مایحتاج کا پیچھے بند و بست کر نیکیے۔ مگر سب سے پہلے رہنوی کے جگہ کی صفائی

اور لطافت کے لکھنچس کر لین کے کسی یورپین کا ایسا مکان نہیں ہوگا جس میں خلالت اور کثافت پائی جاتی ہو۔ افسوس ہم انڈین کے مکانات مسکونہ بالعموم کثیف اور خراب ہوتے ہیں اسی واسطے انکو طرح طرح کے بیماریاں اور عوارض لاحق ہوتے ہیں اور نسبت یورپین لوگوں کی خیالات بھی کمزور ہی ہوتے ہیں ہمارے ملک کے انجینئرز کو بھی صفائی کی طرف چندان خیال نہیں۔

### عوارض صفائی کا بیان

صفائی عوارض سے وہ عوارض مراد ہیں جو انسانی اخلاق سے تعلق اور لگاؤ رکھتے ہوں۔ اخلاق کے بد اور بُرے ہونیسے بھی قوت خیالیہ کے پاکیزہ اور لطافت میں فرق آجاتا ہے انسان کی بری صفتیں اور اخلاق ہمیشہ قوت خیالیہ کو اسی طرح مجبور کرتی ہیں کہ بُرے مذموم خیالات کو پیدا کرے جب انسان بُرے لوگوں کی مجلس و صحبت اختیار کر لیتا ہو اور انکی رائے اور اخلاق کا مانوس اور غوغیہ ہو جاتا ہے تو اسکی قوت خیالیہ کی طبعی گرد بھی اوسے طریق پر چکر کھا جاتی ہے اچھے خیالوں کی جگہ مقبوح اور مذموم خیالات گوسپند کرتی ہے اور اسکی ذاتی وسعت اور منہ رخی میں ایک ایسی تنگی اور کمی پیدا ہو جاتی ہے کہ صحیح اور معقول خیالات کا قبول یا پیدا کرنا ایک سخت اور دشوار امر دکھائی دیتا ہے جب معقول اور برستہ خیالات کے شکل دیکھتے ہیں اوس کرہت کے باعث جو بُرے لوگوں کے صحبت کا اثر ہوتا ہے متضرر ہو کر انکی قبول کرنا نہ چاہتی ہو

### باب پنجم

جس طرح پر خدا نے انسان کو طرح طرح کی قوتیں اور طاقتیں عطا کر رکھی ہیں اسی طرح انسان کے دل میں ان طاقتوں کی تدبیر اور اصلاح کا مادہ

بھی پیدا کر دیا ہے انسان اپنی ذاتی قوتوں کو قواعد مضیدہ اور تدابیر مضیضہ کو استعمال سے جاوہ اعتدال پر قائم کر سکتا ہے اگرچہ قوت حیالیہ کی اصلاح کے قواعد اور تدابیر تو بہت ہیں مگر انہیں سے چند قواعد نمبر وار بیان کر دیے جاتے ہیں۔

### قاعدہ نمبر اول

اس امر کا تجربہ ہو چکا ہے کہ انسان کے جسمانی اور روحانی قوتیں معتدل مشق اور استعمال سے رونق اور ترقی پکڑتے ہیں اور اونحو ایک جلا اور ضیا حاصل ہوتی ہے جس طرح پر انسان کا جسم بغیر ریاضت کے کمزور ہو جاتا ہے اسی طرح پر قوتیں بلا مشق و استعمال ضعیف اور کمزور ہو جاتے ہیں قوتوں کے استعمال اور مشق سے مراد یہ ہے کہ اونکو بیکار نہ چھوڑا جاوے بلکہ مناسب اور وحشی کام لیا جاوے۔ جب انسان اپنی ذاتی قوتوں کو بیکار چھوڑ دیتا ہے تو انہیں ایک کمزوری اور ضعف پیدا ہو جاتا ہے جس سے اونکی طبعی حالت کا نقشہ ایک ہڈی اور ہونڈی وضع پر کھینچ جاتا ہے قوت حیالیہ جس کو جو اس حمنہ اور حس مشترک سے مدد ملتی ہو اس صیغہ میں قوی اور صحیح رہ سکتی ہے کہ جب اسکو عمدہ طور سے کام میں لایا جاوے اور اس سے وہ خدمت لیجاوے جو قدرت نے اسکو سپرد کی ہے سب سے بہتر و مناسب ہے کہ ہمارے جو اس حمنہ کی حالت صحیح اور درست ہے جب انہیں کوئی نقص پیدا ہو فوراً اسکو ازالہ اور اصلاح میں کوشش کرنی چاہئے تاکہ اونکی صحت میں فرق نہ آوے بھر حال یہ امر نہایت لازمی اور ضروری ہے کہ قوت متخینہ کو بیکار نہ چھوڑا جاوے ٹھیک اعتدال پر خدمت لیننی چاہئے بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ قوت حیالیہ کو بیکاری کی حالت میں رکھ کر اتر اور خراب کر دیتے ہیں جسکا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ تمام مدت کے واسطے کمزور اور ناقص ہو جاتی ہے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب ایک قوت کچھ مدت بیکار رہ چکے تو اس کے حالت میں اس قسم کی کمزوری اور آہستگی

پیدا ہو جاتی ہے کہ تمام عمر تک اوسکی تاثیر دن سو متاثر ہوتی رہتی ہے۔  
 قوت خیالیہ کی ترقی اور آراستگی کے لئے یہ بات نہایت ضروری اور مناسب  
 ہے کہ اوسکو معتدل اور معقول طور پر مصروف رکھا جاوے اور وہی خدمت  
 لیجاوے اگر ایسا نہ کیا جاوے گا تو بہت منافع اور معائب ہنور پذیر ہونگو۔

### قاعدہ نمبر دوم

ضرور اور مناسب ہے کہ قوت خیالیہ کو ایسی باتوں اور امورات میں مصروف  
 اور مشغول کیا جاوے کہ جو اپنی ذات اور تاثیرات میں مفید اور معقول ہوں  
 جو اس جہت مشترک کی وساطت سے گو بہت سے امورات اور صورتیں  
 ہوتے ہیں۔ مگر وہ صورتیں اور امورات تمام کے تمام ہی مفید اور معقول نہیں ہوتے  
 اور ان میں بہت سی ایسی صورتیں اور امورات بھی ہوتے ہیں جو محض عبث اور لغو  
 ہوتے ہیں دل اور روح کو اودن سے کچھ نفع اور فائدہ نہیں ہوتا۔  
 ڈاکٹر تاسمین صاحب کہتے ہیں کہ جب قوت خیالیہ کو معقول اور ضروری امور  
 کے طرف سے باز رکھا کر غیر معقول اور غیر ضروری باتوں اور امورات کی اقبال یا  
 احداث کی جانب غلبہ اور مائل کیا جاوے گا تو اوسمیں ایک ایسی گردش اور حرکت  
 پیدا ہو جائیگی کہ ضروری اور معقول امورات کے گرد و دورہ کرنا بھی عبث اور  
 لغو سمجھیں گی۔ اگر کسی کو منظور ہے کہ ہماری قوت متحیدہ ٹھیک مقررہ قائم اور ثابت  
 ہے تو ضرور یہ کہ ہمیشہ معقولات اور ضروری امورات پر لگا رہیں۔

### قاعدہ نمبر سوم

جب آدمی قوت خیالیہ کو معقولات اور ضروری امورات میں مصروف کرے یا ہی تو  
 بعض وقت اوسمیں ایک ایسی کمزوری اور نااطاقی پیدا ہو جاتی ہے کہ معقولات اور امور  
 میں دخل دینا ایک تکلیف اور سختی قرار دیتی ہے اس وقت میں لازم اور واجب

کہ اسکو قدر و آرام اور افاقہ دین اور وجہی خدمت لینو سو باز رہیں جب اسکی حالت افاقہ اور راحت جو حقیقی محور پر آجائیگی تو خود بخود عادۃ ششی یا امر شرکہ کو حاصل کر لینگے اگر ایسی حالت میں قوت متخیلہ کو آرام اور راحت نہ دی جائیگی۔  
تو باعث عدم افاقہ اور اسایش کی ایک بہاری انقلاب کا اندیشہ ہو سکتا ہو  
ہر طرح پر اور قوتیں کام کرتے کرتے تھک جاتی ہیں سپر حیرت قوت خیالیہ میں  
ٹسکندی اور ماندگی پیدا ہو جاتی ہے جو اسکی ذاتی تیزیکور و کمیتی ہو۔

### قاعدہ مہم چہارم

جب زمانہ کی پٹری اولٹ جائے تو ضرور ہے کہ ہم اپنے قوت خیالیہ کو ایسی حالت  
کے استحصال یا احداث لپیٹ مائل کریں کہ جو زمانہ کو مطابق اور موافق ہو  
اگر ہم اپنا نہ کریں گے تو ہماری قوت متخیلہ کہہ ہی بھی نئی خیالات اور معالجات  
کو پسند نہ کرے گا اور عدم پسندیدگی سے ہماری بہتری اور بہبودی میں فرق  
انیکا خطرہ ہے کیونکہ ہماری ذاتی بہتری اور بہبودی نئے زمانہ کو خیالات کو  
اور مربوط ہے۔

### قاعدہ مہم پنجم

لازم اور واجب ہو کہ مکانات مسکونہ اور پوشاک وغیرہ کو پاکیزہ اور صاف رکھا  
اور ہمیشہ اس امر پر زور رہے کہ ہماری رہنمائی جگہ اور رہنمائی کا کپڑا صاف اور لطیف  
ہے کپڑوں کی کثافت اور مکانات مسکونہ کی غلاطت قوت متخیلہ پر بہت جلدی  
مؤثر ہو جاتی ہے اور قوت متخیلہ ایک تگدرا اور غلطت کے باعث اپنے  
حالت میں ضعیف اور کمزور ہو کر طبعی اور ضروری کارروائی سے روک جاتی  
ہے۔ دیکھو جو لوگ غلیظ کپڑے پہنتے ہیں انکے خیالات کس قدر مضیق  
اور اتر ہو جاتے ہیں ہمارے بدنی کثافت اور مکانی غلاطت ہمارے قوت خیالیہ  
چند ہی دنوں میں منقوص اور خراب بنا دیتے ہے ہمکو ہر ایک وقت

لحاظ رکھنا چاہئے کہ ہماری بدنی کثافت اور مکانی غلاطت قوت متخیلہ پر مؤثر  
اور کامیاب نہ ہو جاوے۔

### قاعدہ نمبر ششم

اغذیہ اور طعام کے عدم اعتدالی اور بد پرھیزی بھی ہماری قوت متخیلہ کے حقیقی  
حالت کو ایک ناقص اور بُری حالت سے بدل سکتی ہے انسان جو غذا میں  
اور کھانے پینے میں اُن سب کی تاثیریں شران کے رستہ سے سارا دنی اعلیٰ  
قوت پر پڑ جاتی ہیں اگر وہ تاثیریں اپنی ذات میں عمدہ اور مفید ہوتے ہیں  
تو قوتیں اپنے مرکز پر ثابت اور قائم رہتے ہیں اور اگر مضر اور نقصان ساز ہوں  
ہیں تو طاقتوں کو بھی نئے ایک قسم کے نقصان اور ضرر پہنچتے ہیں حکیم علویؒ  
کا قول ہے کہ بُری غذا میں اور طعام مفید اور اچھی غذاؤں کے بہت جلدی  
اور تندی سے اپنے اثر و کون کو ظاہر کرتے ہیں اور ان خصوص قوت خیالیہ کو  
جس کا سکون اور مقروض کا مغربہ بہت ضرر اور نقصان اوٹھانی پڑتے ہیں  
دیکھو جب ہم کوئی فاسد اور بُری غذا کھاتے ہیں تو رات کو ہمیں کیسی روی  
اور فاسد خواب آتے ہیں۔ طبیعوں کو اقرار کر لیا ہو کہ روی اور وہیات خواب  
مفسد اور بُرے غذاؤں کا نتیجہ ہے قطع نظر حالت نومبہ کے حالت  
بیداری میں بھی ایسی و ایسی روی اور وہیات خیالات پیدا ہوتے ہیں  
کہ سننے والے بھی ہٹھوں اور چٹکیوں میں اوڑاسکتے ہیں۔

جیسا غذاؤں کے فاسد اور بُرا ہونے سے قوت خیالیہ کے  
حالت میں مندرج آجاتا ہے اس طرح پر غذاؤں کے عدم اعتدالی سے  
لبالبا رنج پیدا ہوتے ہیں۔ پس لازم اور ضروری ہے کہ  
عدم اعتدالی سے بھی احتراز اور احتساب کیا جاوے

تاکہ قوت خیالیہ پر ایک قسم کے لغزش اور قیامت سے مصئون اور مامون رہے  
 التماس بخد مت فلیقدر حبت ناظرین رسالہ مرآۃ الخیال  
 مصنف عاجز بصدق دل و بجمال عجز و ادب گذارش پذیر اور عرض  
 پرداز ہے کہ اگر اس رسالہ میں کسی قسم کی لغزش اور غلطی  
 ملاحظہ فرماوین تو عوض نکتہ چینی کے اوسکی اصلاح فرماوین  
 کیونکہ ایک تو انسان بقاضاے بشریت بفضول اسے  
 الانسان مکرکب من الخطایہ والنسیان  
 سمجھو اور خطا سے مصئون اور مامون نہیں۔ اور دوسرے  
 یہ کہ میں اپنے آپ کو عالموں اور فاضلوں میں شمار کرتا نہیں  
 کہ مجھ کو اپنے غلطیوں کا اندیشہ نہ ہو میں بے لیاقتوں میں آپ کو  
 اول درجہ کا شمار کرتا ہوں فقط

## خاتمة الطبع

الحمد لله والمنته کہ اندون یہ رسالہ عجیبہ لینے مرآۃ الخیال  
 ترجمہ منظر فلاسفہ اہتمام سے سرخیل تاجران زبمان جناب الحاج  
 ملا نور الدین بن جیو خان صاحب تاجرت کتب و مالک مطبع  
 حیدر علی و صفدری کے نہایت صحت و انتظام کے ساتھ تیار  
 و ہم ماہ ذیحجہ ۱۲۹۹ھ ہجری سے مطابق بستی و سوم ماہ الثوبہ ۱۲۹۹ھ  
 مطبع صفدری واقع بمبئی میں چھپ کر شایع کی گئے  
 اللہ تعالیٰ مقبول انام فرماوے آمین









